ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

۲ صفر ۱۴۳۰ھ ----- فروری ۲۰۰۹ء

مجاہدینِ فلسطین کے لیے ترانہ

ہم جیتیں گے
حقّا ہم اِک دن جیتیں گے
بالآخر اک دن جیتیں گے
کیا خوف زیلغارِ اعداء
ہے سینہ سپر ہر غازی کا
کیا خوف زیورشِ جیشِ قضا
صف بستہ ہیں ارواح الشہداء
ڈر کا ہے کا
ہم جیتیں گے
حقّا ہم جیتیں گے
قد جاء الحق وزھق الباطل
فرمودۂ ربِّ اکبر
ہے جنت اپنے پاؤں تلے
اور سایۂ رحمت سر پر ہے
پھر کیا ڈر ہے
ہم جیتیں گے
حقّا ہم اِک دن جیتیں گے
بالآخر اِک دن جیتیں گے

(فیضؔ)

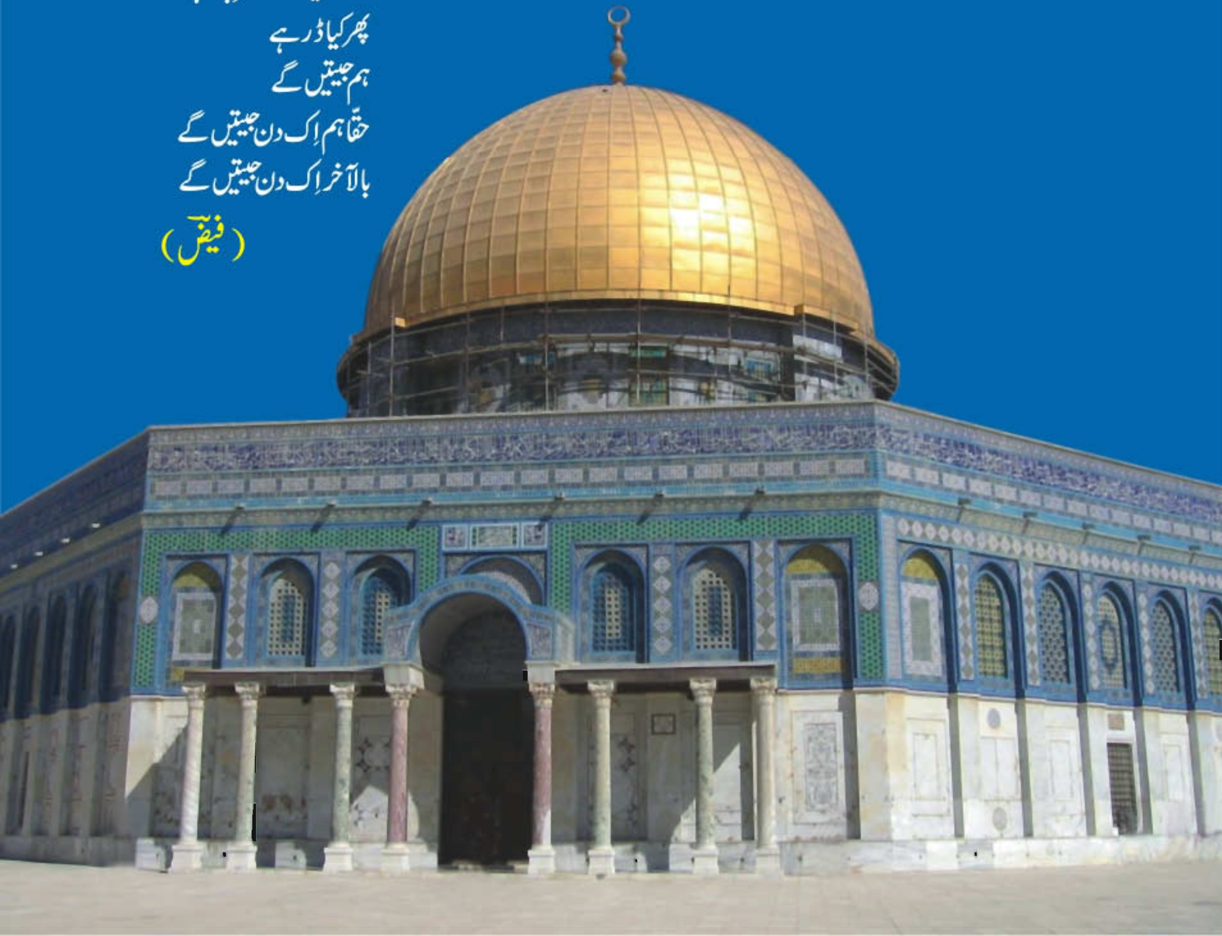

نورِ ہدایت

القرآن

''مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو، امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کردے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، داخل کرے گا۔ اُس دن اللہ، نبی کو اور اُن لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) اُن کا نور (ایمان) اُن کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (التحریم:۸)

الحدیث

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ درجہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہ تو محبت کرے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کے واسطے اور لگائے رکھے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں۔ معاذ (رضی اللہ عنہ) نے دریافت کیا اور کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا اور یہ کہ لوگوں کے لیے تو وہی بات پسند کرے جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور وہی بات ان کے لیے بُری سمجھے جو تو اپنے لیے بُری سمجھتا ہے۔''

(کتاب الایمان، الفصل الثالث، مشکوٰۃ شریف)

الآثار

عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو۔ جس طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے تمہارا جوش وخروش بے جا تھا۔ اسی طرح آج یہ تمہارا خوف و ہراس بھی بے جا ہے۔ مسلمان اور بزدلی یا مسلمان اور اشتعال، ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ سچے مسلمانوں کو نہ تو طمع ہلا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی خوف ڈرا سکتا ہے۔ چند انسانی چہروں کے غائب از نظر ہو جانے سے ڈرو نہیں۔ انھوں نے تمہیں جانے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ آج انھوں نے تمہارے ہاتھ سے ہاتھ کھینچ لیا ہے تو یہ عیب کی بات نہیں۔ یہ دیکھو! تمہارے دل تو ان کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہوگئے۔ اگر دل ابھی تک تمہارے پاس ہیں تو اسے خدا کی جلوہ گاہ بناؤ، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب کے ایک اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فرمایا تھا: ''جو خدا پر ایمان لائے اور اس پر جم گئے تو پھر ان کے لیے نہ تو کسی طرح کا ڈر ہے اور نہ کوئی غم۔'' ہوائیں آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ یہ صرصر سہی لیکن اس کی عمر کچھ زیادہ نہیں۔ ابھی دیکھتی آنکھوں ابتلا کا موسم گزرنے والا ہے۔ یوں بدل جاؤ جیسے تم پہلے کبھی اس حال میں نہ تھے۔

[امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ]

(جامع مسجد، دلّی۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 20 شمارہ 2 صفر 1430ھ / فروری 2009ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات: این آر او کی برکت، جھوٹے وعدے اور لانگ مارچ	مدیر	2
شذرات: تحریک ختم نبوت کے کام میں پیش رفت	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار: عصرِ حاضر میں علماء کا کردار	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	5
״ قبائلی علاقوں پر امریکی حملے اور پاکستانی حکمران	سید یونس الحسنی	8
״ فلسطین سے رشتہ کیا؟	اوریا مقبول جان	10
״ برصغیر کا ہندو مسلم تنازع	ارشاد احمد حقانی	13
شاعری: نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ابوسفیان تائب	21
״ ابوالکلام آزادؒ	شورش کاشمیریؒ	22
״ جوتے کی شان نرالی دیکھی	محمود فریدی	23
ردّ قادیانیت: ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی	شمس الاسلام بہاری	26
״ جھوٹی خلافت کا پرچار کرنے والوں کو مسلسل شکست	عبدالرحمٰن باوا	28
نقد و نظر: عقل اُس میں تھی ہی نہیں!	محمد عابد مسعود ڈوگر	30
شخصیت: علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قادیانیت (تیسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
افسانہ: چوب دار	محمد حامد سراج	36
طنز و مزاح: زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	44
حسنِ انتقاد: تبصرۂ کتب	سید محمد کفیل بخاری	46
اخبار الاحرار: مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	48
ترحیم: مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com

ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— -/200 روپے

بیرونِ ملک —— -/1500 روپے

فی شمارہ —— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ 0278 یو بی ایل حسین آگاہی ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.mahrar.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ ناشر: سید محمد کفیل بخاری۔ طابع: تشکیل ٹو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات مدیر

این آر او کی برکت، جھوٹے وعدے اور لانگ مارچ

پاکستانی بساطِ سیاست پر سیاست بازوں کی طبع آزمائی جاری ہے۔ حکمرانوں نے سیاسی کہہ مکرنیوں، وعدہ خلافیوں، عہد شکنیوں اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی انوکھی مثالیں قائم کی ہیں۔ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری اس کھیل میں اپنی صلاحیتوں کو جس طرح منوانے کی کوششیں کر رہے ہیں، وہ قطعی طور پر اس منصب کے منافی ہیں۔ پیپلز پارٹی کو اقتدار کے تقسیم کاروں کی طرف سے ''این آر او'' کی برکت سے حکومت ملی اور اسی کے فیض سے سابق صدر جنرل پرویز مشرف محفوظ راستے سے ایوانِ اقتدار سے باہر نکل گئے۔ صدر زرداری نے لندن میں بے نظیر اور نواز شریف کے درمیان طے ہونے والے ''میثاقِ جمہوریت'' اور اپنے اور نواز شریف کے درمیان طے پانے والے ''معاہدۂ مری'' پر دستخطوں کے باوجود عمل درآمد سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''یہ معاہدے کوئی صحیفے نہیں ہیں۔''

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہی منصفی سے کہہ دو، تمہیں اعتبار ہوتا

وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے پارلیمنٹ میں اپنی پہلی تقریر میں معزول چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی بحالی کا اعلان کیا تھا لیکن وہ بھی سید یوسف رضا زرداری ہو گئے ہیں۔ افتخار چودھری، قریہ قریہ، کوچہ کوچہ عدلیہ کی آزادی اور آئین کی پاسداری کی دہائی دے رہے ہیں۔ ملک بھر کے وکلاء اُن کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم داستانِ وفا رقم کر رہے ہیں۔ وکلاء برادری نے ۹؍ مارچ کے لانگ مارچ کو فیصلہ کن مرحلے تک پہنچانے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کرے کہ مارچ کا لانگ مارچ سابقہ لانگ مارچ کی طرح سازشوں کی بھینٹ نہ چڑھے۔ صدر زرداری نے تو کہہ دیا ہے کہ ''دیکھیں وکلاء کے لانگ مارچ سے کیسے نمٹتا ہوں؟''

دیکھیں، کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

اُدھر مرکز، پنجاب، رسہ کشی میں سلمان تاثیر، شہباز پر جھپٹنے کی سعیٔ لا حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ بھی وہی نکلے گا جو بے نظیر اور نواز شریف کے دور میں نکلا تھا۔ سوات، وزیرستان، وانا اور بلوچستان کی صورتِ حال ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ وہاں کے مسائل کا حل فوجی آپریشن نہیں۔ بے گناہ قبائلی، امریکی و پاکستانی فورسز کے میزائلوں کی زد میں ہیں۔ عام شہری مر رہے ہیں جنھیں دہشت گردوں کی ہلاکت قرار دے کر فتح کے جھنڈے گاڑے جا رہے ہیں۔ حکمران ملک کے حال پر رحم کریں اور مرحوم مشرقی پاکستان والا آموختہ نہ دہرائیں۔ امریکی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر نئی حکمتِ عملی وضع کریں۔ ورنہ ملک کی سلامتی اور خود مختاری کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

تحریک ختم نبوت کے کام میں پیش رفت

عبداللطیف خالد چیمہ *

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے زیر اہتمام ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو لاہور کے ہمدرد ہال میں منعقدہ ''کل جماعتی ختم نبوت علماء کنونشن'' کے کامیاب انعقاد پر ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں اور اُن سب اکابر حضرات علماء کرام اور ساتھیوں کے بے حد ممنون ہیں جنھوں نے اس کنونشن کو ہر پہلو سے کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جبکہ پرنٹ والیکٹرانک میڈیا نے بھی یہ کنونشن کا پیغام دنیا تک پہنچانے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیا اور عوام و خواص کو اس محاذ پر تمام مکاتبِ فکر کا ہم آہنگ ہو کر یکجا نظر آنا یقیناً ایک اچھا شگون ہے، جس کا الحمدللہ تمام حلقوں میں خیر مقدم کیا گیا ہے۔

تمام مکاتبِ فکر پر مشتمل مرکزی رابطہ کمیٹی کو اس صورتحال سے حوصلہ ملا ہے اور موجودہ ملکی بحران کے پس منظر میں قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے منصوبہ بندی الحمدللہ اگلے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نوع کا اگلا کنونشن ۱۴ر فروری بروز ہفتہ گوجرانوالہ میں ہوگا۔ جب کہ راولپنڈی یا اسلام آباد میں بھی ایک بڑے کنونشن کے لیے رابطوں کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ملک کے مقتدر حلقوں، سیاست دانوں اور دیگر طبقات تک اپنی بات پہنچانے کے لیے ملک وملت کے خلاف ہونے والی خطرناک سازشوں اور ان سازشوں کے اصل کردار (قادیانی گروہ) کے حوالے سے ضروری مواد تیار کیا جا رہا ہے۔ آنے والے دنوں میں اس مہم کو ان شاء اللہ تعالیٰ دھیرے دھیرے مزید تیز کیا جائے گا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کرنے اور تجدید عہد کے لیے مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام لاہور، چناب نگر، ملتان اور چیچہ وطنی سمیت ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اکابر کے طریق پر چلتے ہوئے ہم سب مل جل کر اس مشن کو آگے بڑھانے کی منصوبہ بندی میں احتیاط اور برداشت سے کام لیں اور اصل دشمن کی چالوں کو سمجھ کر فتنۂ ارتداد مرزائیہ کے تعاقب کے لیے مزید مستعد ہو جائیں۔

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

توہین انبیاء کرام (علیہم السلام) اور توہینِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دل خراش واقعات:

بعض اسلامی سزائیں تعزیراتِ پاکستان کا حصہ بن چکی ہیں، لیکن ان پر عمل درآمد کی صورت حال انتہائی غیر تسلی بخش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں سے دین متین پر حملہ کرنے والے مفسدین، ملحدین اور مرتدین کے بارے میں کوئی نہ کوئی خبر آتی رہتی ہے۔

گزشتہ دنوں چیچہ وطنی میں موضع کھنڈ لاہور کے سید محمد اسماعیل شاہ نامی ایک شخص نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دشنام طرازی کی حد کر دی اور گستاخانہ لب و لہجے میں وہ باتیں کیں جو کفر وارتداد کی بجائے زندقہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ اسی طرح ملک کے مختلف حصوں سے دس محرم الحرام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر علانیہ تبرّا کرنے جیسی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔

ان سطور کے ذریعے ہم قانون نافذ کرنے والے اداروں سے احتجاج بھی کرتے ہیں اور مطالبہ بھی کہ اس یک طرفہ ٹریفک کو روکا جائے کہ یہ صورت حال مسلمانوں میں اشتعال اور غم وغصہ کا موجب بن رہی ہے۔ اگر قانون کے مطابق گرفت نہ کی گئی تو اس کا لازمی ردّعمل پیدا ہونا فطری امر ہوگا۔ جس کے ذمہ دار وہی عناصر ہوں گے جو اس کا موجب بن رہے ہیں یا جنھوں نے ان کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ (وماعلینا الا البلاغ)

روزنامہ ''ایکسپریس'' کی معذرت:

روزنامہ ''ایکسپریس'' نے اپنی ایک خصوصی اشاعت میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان سائنسدان لکھا جس پر مجلس احرار اسلام نے اخبار انتظامیہ سے احتجاج کرتے ہوئے انھیں اس اہم دینی وآئینی مسئلے پر متوجہ کیا تو اخبار انتظامیہ نے ذیل کا اعتذار شائع کیا۔ اس تصحیح پر ہم روزنامہ ''ایکسپریس'' کی انتظامیہ کے شکر گزار ہیں۔

روزنامہ ''ایکسپریس'' کے اجراء کے دس سال مکمل ہونے پر شائع کردہ خصوصی ایڈیشن میں ممتاز پاکستانی اکابرین کے بارے میں معلوماتی مضامین شائع کیے گئے تھے جن میں نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام بھی شامل تھے۔ ان کے بارے میں دیگر باتوں کے علاوہ سہواً انھیں مسلمان سائنسدان لکھا گیا جس پر ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)　　[روزنامہ ''ایکسپریس' ملتان، ۱۱ر جنوری ۲۰۰۹ء]

☆☆☆

عصرِ حاضر میں علماء کا کردار

مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن)

واقعہ یہ ہے کہ سماج وسوسائٹی میں علماء کرام پر حضرات انبیاء کے وارث ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے مگر عرصہ دراز سے ہمارے علماء کرام جس نصابِ تعلیم اور جس ماحول میں نشو ونما پا رہے ہیں۔ اس طرح کی کوئی تحریک جس میں بڑی حکمت ودانش، صبر وتحمل اور ایثار وقربانی کی ضرورت ہے، کم از کم موجودہ علماء کے بس کی بات دکھائی نہیں دیتی۔ عرصہ سے ہمارے علماء نے جس طرح مایوس کیا ہے۔ بندہ کے نزدیک یہ زوال وگراوٹ کی انتہا ہے۔

علماء کا نقطۂ عروج حضرت شیخ الہند تک تھا جب حضرت شیخ الہند مالٹا سے واپس لوٹے تو دنیا نے دیکھا کہ کانگریس اور مہاتما گاندھی نے انھیں اپنا رہنما وقائد کہا بلکہ شیخ الہند کا لفظ غالباً گاندھی نے سب سے پہلے استعمال کیا اور برصغیر کے مقتدر مسلم رہنماؤں ڈاکٹر انصاری، مولانا محمد علی جوہر وغیرہ وغیرہ نے اپنا قائد رہنما اور لیڈر تسلیم کیا۔ حضرت شیخ الہند نے قدیم وجدید طبقہ کے مابین دوری وفاصلے اس طرح ختم کیے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں فرمایا ''میں جن لوگوں کو خانقاہوں اور مدرسوں میں ڈھونڈتا تھا، وہ مجھے یہاں ملے'' اور فرمایا ''آج میں نے دیوبند کا رشتہ علی گڑھ سے جوڑ کر ایک نئی تاریخ کی بنیاد رکھ دی ہے۔'' یاد رہے کہ آج بھارت کے مسلمانوں کی دوسری بڑی یونیورسٹی جامعہ ملیہ دہلی کی بنیاد بھی حضرت شیخ الہند کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اس وقت برصغیر میں حضرت شیخ الہند کی سطح کا کوئی لیڈر ورہنما نہیں تھا۔ کانگریس حتیٰ کہ کمیونسٹوں تک نے حضرت شیخ الہند کے مقام کو تسلیم کیا۔

حضرت شیخ الہند کی فکر نہ کسی خطہ تک محدود تھی نہ کسی خاص مسئلہ تک ان کے سامنے پورے برصغیر کی آزادی اور اس کے ضمن میں پوری مسلم دنیا کی آزادی اور تعمیر وترقی تھی۔ آپ کی برپا کردہ تحریک کا دائرہ جرمنی، ترکی، افغانستان تک وسیع تھا اور لازماً اس کے اثرات بیشتر مسلم ممالک تک پھیلے ہوئے تھے۔ حضرت کی آنکھ بند ہونے کے بعد علماء کی سوچ صرف برصغیر، اس کے بعد برصغیر کے دو پھر تین ٹکڑے ہونے کے بعد اپنے ٹکڑے تک سکڑ کر رہ گئی۔ آہستہ آہستہ اجتماعی مسائل کی فکر اور جہد اور باتیں صرف مخصوص حلقوں تک محدود ہوئیں۔ اب یہ فکر اور تذکرے بھی ناپید ہیں۔ آپ کسی بڑے سے بڑے ادارے میں چلے جائیں یا تو سیاست حاضرہ پر رواں تبصرے ملیں گے یا ادارہ ومدرسہ کے انتظامی معاملات پر گفتگو۔ ملت اور انسانیت کو درپیش اجتماعی (سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، تربیتی) مسائل پر فکر مندی تگ ودو اور منصوبہ

بندی کی سوچ وفکر کہیں نظر نہیں آئے گی۔ ایک طرف اقوام عالم عالمگیریت کی طرف رواں دواں ہے۔ دوسری طرف ہماری سوچ اپنے ادارے تک سکڑ کر رہ گئی۔ ایسا لگتا ہے ہم وقت کے تقاضوں سے آنکھیں بند کر کے دوبارہ قبائلی دور کی طرف واپس لوٹ گئے ہیں۔ اب ساری سوچ و جہد اپنا ادارہ چلانے اور اس کے لیے وسائل جمع کرنے پر ہے۔ اداروں میں بھی مکتبی مولویوں کا ڈھیر لگا رہے ہیں۔ معاف کیجیے ہم لوگ دینی تعلیم کے نام پر ایک ایسا پیشہ ور طبقہ پیدا کر رہے ہیں، جن کا مطمح نظر صرف اپنا پیٹ اور ضروریات و آسائش ہو۔ بالائی و مقتدر طبقہ اسلامی وڈیرہ بنتا جا رہا ہے۔ سادگی، جفاکشی، زہد و قناعت قصۂ پارینہ بنتا جا رہا ہے۔ غرض ہماری نئی نسل نے گزشتہ ۳۰،۴۰ سال سے جس ماحول میں نشو ونما پائی ہے۔ اس سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں جب تک اصل ہدف و مقصدِ حیات جو حضراتِ انبیاء کا مقصدِ حیات تھا یعنی دعوت و جہد، دین کا پھیلانا اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی کے ماحول میں نئی نسل کو لا کر از سر نو تربیت و ذہن سازی نہیں کی جائے گی۔ ان حالات میں اگر کوئی ملک گیر سماجی تحریک شروع کی گئی تو اندیشہ ہے کہ وہ تحریک اقتدار و جاہ کے لیے سر پھٹول کی تحریک نہ بن جائے۔ اس سے علماء کرام کا رہا سہا بھرم بھی جاتا رہے۔ علماء کرام کو اپنے اصل کام کی طرف واپس آنا ہوگا۔ خواہ اس کی ابتداء آج کریں خواہ نصف صدی انتظار کے بعد۔ کیونکہ اس کے بغیر مغرب کی ہمہ جہت یلغار سے نہ قوم بچے گی، نہ ملک، نہ دینی ادارے، نہ خود ہم۔

کچھ عرصہ قبل ایک دینی رسالے میں اپنے ایک مضمون میں حسن الامین صاحب نے جس مسئلہ پر بطور خاص زور دیا ہے، وہ ہے دینی طبقات پر سے دہشت گردی و عسکریت پسندی کا لیبل مٹانا۔ یہ لیبل تو عالمی طاقتوں نے انسانیت اور اقوام عالم پر اپنے خونیں پنجے گاڑنے کے پروگرام سے توجہ ہٹانے کے لیے چسپاں کیا ہے۔ دعوت الی اللہ اور انسانیت تک خدا کا پیغام پہنچانے کے عملی کام کے بغیر ہماری توبہ تلہ اور برأت ظاہر کرنے سے ذرہ برابر فرق نہیں پڑنے والا۔ دوسرے اب تک ہمارے علماء کرام تو یہ بھی طے نہیں کر پائے کہ لوگوں کے اذہان و قلوب تک رسائی کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کا جواز بھی ہے یا نہیں۔ شاید اس پر بحث و مباحثہ کے لیے انھیں مزید نصف صدی درکار ہے۔ ان حالات میں اگر علماء دن بدن بے اثر و بے حیثیت ہوتے جا رہے ہیں تو میرا خیال ہے اس کے لیے کسی سماجی علماء تحریک کے بجائے اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹنے اور نظام تعلیم و تربیت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام کو عصر حاضر (جس میں مغرب نے دنیا پر ہمہ جہتی غلبہ پا لیا ہے) میں ملت کے مختلف طبقات بشمول علماء، تاجروں، سیاست دانوں، وکلاء کی عملی دشواریوں کا نہ علم ہے نہ سمجھنے کی کوشش۔ ہم اپنے گوشوں میں بیٹھ کر جو فتاویٰ دے رہے ہیں، امت کے طبقات اپنے آپ کو اس کا مخاطب ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ (وعظ و فتاویٰ) تو مولویوں کا کام ہے۔ ہم بے نیاز ہو کر اپنا کام کیے جائیں۔ عوام اور ان کے مسائل سے ہماری لاتعلقی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایک مفتی و فقیہہ کا ذہن و مزاج تیسر و توسع کا ہونا چاہیے۔ یعنی شرعی حدود میں رہتے ہوئے عوام الناس کو

جس قدر بھی سہولت و آسانی فراہم کی جا سکے اور ان کے لیے گنجائش نکالی جا سکے۔ البتہ صوفیاء کا مزاج و ذہن حتیٰ الامکان تقویٰ و احتیاط کا ہونا ہے۔ مشکل یہاں پیش آتی ہے کہ مزاجاً تو ہیں صوفی اور بن بیٹھے مفتی اس لیے اکثر فتاویٰ فضاء میں معلق رہتے ہیں اور عوام کا یہ ذہن بنتا جا رہا ہے کہ اسلام کے احکامات پر عمل پیرا ہونا بس خواص اور متقیوں کا کام ہے۔ انسان دین پر چلتا ہے۔ ماحول سے اور دینی ماحول بنانے کی جدوجہد ہم نے حضرت مہدی کے لیے چھوڑ رکھی ہے۔ شاید اسی لیے اس دور کے فقہاء نے جب وہ عملی میدان کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے کہا ہے ''جو اپنے اہل زمانہ کو نہ سمجھے وہ جاہل ہے۔''

حال ہی میں پاکستان کا واقعہ ہے۔ ایک بڑے مفتی صاحب سے بھرے مجمع میں سوال کیا گیا۔ زکوٰۃ کی رقم ہسپتال کے مریضوں کے علاج معالجہ میں دینا جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نہیں اس لیے کہ زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے اور ہسپتال ادارہ ہے۔ پھر انہی صاحب نے پوچھا زکوٰۃ کی رقم کسی مدرسہ میں دینا جائز ہے تو فرمایا ہاں بالکل جائز ہے تو سائل نے کہا مدرسہ بھی تو ایک ادارہ ہے۔ آپ میرے ساتھ چل کر دیکھیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں غریبوں کی کیا درگت بنتی ہے۔ ان بے چاروں کے پاس نہ دوا کے پیسے ہوتے ہیں، نہ غذا کے اور آپ کے ادارہ میں چلیں۔ دوپہر میں طلباء پیٹ بھر کھا کر قیلولہ کر رہے ہوں گے اور پچاسوں کا کھانا ڈسٹ بن میں ضائع ہو رہا ہوگا تو مفتی صاحب نے فرمایا جب آپ کو ہم پر اعتماد نہیں تھا تو فتویٰ کیوں پوچھا۔

کسی جگہ ایک بزرگ صاحب علم کا ارشاد پڑھا تھا۔ فرمایا: ایک بار میرے جی میں آیا سب لوگ فضائل پر بیان کرتے ہیں، مسائل پر نہیں۔ اسی روز میں نے مسائل پر بیان کر دیا۔ اس پر وہ اختلافات، جھگڑے، مناظرہ بازی اور سر پھٹول ہوئی کہ الاماں۔ میں نے غور کیا تو پتا چلا غلطی میری تھی۔ میں نے مسئلہ کے لفظ پر غور نہیں کیا کہ مسئلہ سائل سے تعلق رکھتا ہے یعنی جب کوئی پوچھے تو جواب دیا جائے۔ اس دن سے میں نے اصول بنالیا۔ اوّل تو بغیر پوچھے مسئلہ بتانا نہیں۔ دوسرے پوچھنے والے میں یہ دیکھنا کہ آیا اسے اس مسئلہ کی ضرورت ہے یا یوں ہی تفریح کے لیے آیا ہے۔

غرض علماء کرام کا پہلا اور بنیادی کام عوام میں دینی جدوجہد کے ذریعے دین پر چلنے کی استعداد پیدا کرنا ہے۔ اس کے بغیر اجتماعی معاملات میں داخل ہونا خود کو مزید بے قدر کرنا ہے۔ حضرت مولانا یوسف بنوری کا ایک خاص امتیاز یہ تھا کہ وہ امتِ مسلمہ کے درد و غم میں بعض ایسی باتیں فرما دیا کرتے تھے کہ عام علماء مصلحتاً زبان پر لانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ مثلاً ایک بار آپ نے حضرت مفتی محمودؒ سے فرمایا: ہمیں سر جوڑ کر اس پر غور کرنا چاہیے کہ آیا میدانِ سیاست میں ہماری جدوجہد اصل مقصد (عوام میں دینداری پیدا کرنا) کے لیے مفید بھی رہی ہے یا نہیں؟ ایک بار لکھا جی چاہتا ہے کہ اہل مدارس سے کہوں سب ادارے (دارالعلوم) بند کر کے کچھ عرصہ کے لیے ہمیں عوام میں گھس کر ان میں دینی جدوجہد دعوت کے ذریعہ دین پر لانے کی سعی کرنی چاہیے۔ ☆☆☆

قبائلی علاقوں پر امریکی حملے اور پاکستانی حکمران

سید یونس الحسنی

باراک اوباما کے امریکی صدر منتخب ہونے سے پہلے ہی پاکستانی حکمرانوں نے اُن سے خوش کن توقعات وابستہ کر لی تھیں، لیکن اوباما کے صدارتی حلف اٹھانے کے تین روز بعد امریکی فورسز نے پاکستان کے قبائلی علاقوں پر میزائل برسانے شروع کر دیئے۔ یہ میزائل حملہ اوباما کے اقتدار کا پہلا تحفہ ہے۔ حالیہ حملے نے ثابت کر دیا ہے کہ اوباما اپنے پیش روبش کی پالیسیوں کو جاری رکھیں گے۔ بالکل اسی طرح جیسے صدرِ پاکستان آصف علی زرداری اپنے پیشرو پرویز مشرف کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں اور وہی روایتی احتجاجی بیانات کا سلسلہ جاری ہے کہ امریکہ پاکستان پر میزائل حملے بند کرے۔ ہم یہ مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

امریکہ کی طرف سے پاکستان پر یہ الزام چسپاں کیا جاتا ہے کہ افغان گوریلے پاکستان کے انتہائی زگ زیگ پہاڑی علاقوں سے افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی اور امریکی افواج پر حملہ کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ انھیں روکنے کے لیے میزائل حملے اشد ضروری ہیں۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے احتجاج پر امریکی کمانڈروں نے صاف صاف واضح کر دیا کہ حکومتِ پاکستان نے خفیہ اجازت دے رکھی ہے۔ پوچھا گیا کس نے دی، کہا گیا آپ کے ہمہ مقتدر اور ہمارے اوپن ایجنٹ پرویز مشرف نے دی۔ جنرل پرویز کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا جاسکتا ہے:

''تُرا اے کاش کہ مادر نہ زادے''

(اے کاش تجھے ماں نے جنم نہ دیا ہوتا)

اِدھر ہماری حکومت کی حالت دیدنی ہے۔ جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ جنرل پرویز اتنا بڑا غدارِ وطن اور حکومت نے نہ صرف وقار و افتخار سے اُسے ملک میں رہنے اور ملک سے باہر جانے آنے کی مکمل آزادی دے رکھی ہے، بلکہ وی آئی پی پروٹوکول کے ساتھ مکمل تحفظ بھی فراہم کر رکھا ہے۔ اس نے تو ''جعفر از بنگال وصادق از دکن'' کو بھی مات دی بلکہ شہ مات دے دی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے دشمنِ وطن کو سرعام سولی پر لٹکا دیا جاتا، آتے جاتے لوگ دیکھتے، اُن میں جذبۂ حبِ وطن دوچند ہو جاتا۔ انھیں یقین کامل حاصل ہوتا کہ قومیں اپنے غداروں، غیر ملکی ایجنٹوں کو یوں سزا دیتی ہیں نہ کہ حفاظت

میں رکھتی ہیں۔

نظر بہ ظاہر پاکستان امریکہ کا قریبی دوست اتحادی ہے۔ اس نے فرنٹ لائن سٹیٹ بن کر امریکی نام نہاد وار آن ٹیرر اپنے سر لے لی، اپنے ہی لوگوں کا زبردست قتلِ عام شروع کر دیا۔ یہ نامعقول سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نہ معلوم کب تک رہے گا۔ تاہم امریکہ نے پاکستان کو وہ اہمیت، عزت اور وقعت کبھی نہیں دی جو اس قماش کے ممالک کا حق ہوتا ہے۔ دیتا بھی کیوں؟ اُس کا تعلق پاکستانی عوام سے تو کبھی نہیں رہا، اُس کا رابطہ اپنے سب سے بڑے مہرے جنرل پرویز کے ساتھ رہا، اب موجودہ مقتدرین کے ذریعے اُس کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ افغانستان میں نیٹو سپلائیز کا اسی فیصد حصہ طورخم سے ہو کر گزرتا ہے۔ اُسے تحفظ دینے کے لیے رحمٰن ملک نامی سیکرٹ ایجنٹ اپنوں کے خونِ بے گناہی سے ہولی کھیل رہا ہے۔ آصف علی زرداری نے اُسے اس کام کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ گرگِ باراں دیدہ بش کا حکم جو ہوا اور ہم ٹھہرے صرف تابع مہمل۔ کچھ کر سکیں، کہہ سکیں، سن سکیں اپنی مرضی سے بھلا ہماری کیا مجال؟ ہم اپنے نہ پرائے، بس اُنہی کے ہو کے رہیں مگر وہ کسی کے نہیں اپنے مفادات کے سوا۔ انھیں کچھ سروکار نہیں، کوئی مرے یا جئے، بس وہ خود ہی جینا اور سب کو مارنا چاہتے ہیں۔ دوست کے لیے صرف یہ اعزاز ''ہت تیری دوستی کی ایسی تیسی''۔ ساتھ یہ سندیسہ، تو ہمارا دوست ہے، بس اسی پر قانع رہ۔ آگے کچھ نہیں، زبان اور کان بند رکھ، ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے، سانس لو نہ ڈکار۔ تم تو دوست ہو، وہ شامی، ایرانی دشمن، بدمعاش کہیں کا، کہتا ہے ہم پر حملہ نہ کرنا، یہ بھی کوئی بات ہے کرنے والی، ہم کیوں سنیں اور مانیں اُس کی۔ اور......اور......اور تم تو دوست ہو نا! تمہارے ساتھ ہم جو سلوک چاہیں کریں روا ہے۔ بھول کر بھی افغان صدر سے وضاحت طلب نہ کرنا کہ تمہارے علاقے سے ہماری سرزمین پر میزائل کیوں برستے ہیں، اپنی زمین ہمارے خلاف استعمال نہ ہونے دو۔ ایک آواز آئی کہ اسلامی شدت و دہشت پسندوں کو مارنا ضروری ہے۔ اُدھر سے تم، اِدھر سے ہم۔ سمجھے، اور یاد رکھو تمہارا مفاد پرست دوست ریاست ہائے متحدہ امریکہ دلیر ہے اور تم بزدل، کہ زبانی احتجاج کرتے رہتے ہو، کرتے کچھ نہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہو، تم دوست جو ہوئے:

''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو''

آہ رے پاکستان، واہ رے امریکہ، مثالی دوستی ہے دونوں کی، جو اس دلدل میں پھنسا کہیں کا نہیں رہا، تو کس جوگا ہے؟ بس حملے سہتا رہے، زبان چلاتا رہے اور دم مارے نہ دم ہلائے۔ یہی ہے تیری اوقات۔ اور سنو پرویز مشرف کو چھیڑنا مت، ورنہ ناراض ہو جائیں گے ہم احتجاج بھی مت کرنا، فاٹا میں ہمارے طرزِ عمل پر۔ یہ بالکل غلط ہوگا اور تم تو دوست ہو نا! اور لائن کٹ گئی۔

فلسطین سے رشتہ کیا؟

اوریا مقبول جان

نیویارک کی جس سڑک پر گیارہ جنوری کو امریکہ کے یہودی اسرائیل کی حمایت میں مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس کے قریب ہی ان کی تنظیم بنی البعث کا دفتر ہے۔ یہ دفتر عام انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرح چند لوگوں پر مشتمل ہے جو اعداد و شمار جمع کرتے، رپورٹیں چھاپتے، ڈاکومنٹریاں بناتے اور لوگوں خصوصاً میڈیا تک یہ مواد پہنچاتے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں جب میں اس دفتر میں داخل ہوا تو وہاں ایک سناٹا تھا۔ ایک بڑے سے ہال کمرے میں ایک میز کے گرد چند کرسیاں رکھی تھیں۔ ایک طرف چھوٹی سی میز پر کافی اور چائے بنانے کا سامان موجود تھا۔ دیواروں پر چپ بورڈ لگے تھے جن میں اسرائیلی یہودیوں کے رنگا رنگ شب و روز، ان کی آزاد خیالی اور امن کے ساتھ زندگی گزارنے کے بارے میں بے شمار تصاویر تھیں۔ ان یہودی فلاسفروں، ادیبوں، شاعروں، انسانی حقوق کے کارکنوں اور صحافیوں کا تذکرہ تھا جو اپنی تحریروں اور عمل سے دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے تھے۔ ایک جانب دنیا بھر میں یہودیوں پر ہونے والے مظالم کی تفصیل تھی۔ دروازے پر موجود گارڈ میرے پاس آیا اور مجھے کافی یا چائے پینے کے لیے کہا۔ میں نے سوال کیا یہاں کسی سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ اس نے کہا بس چند منٹوں بعد۔ آپ کافی پئیں۔ اتنے میں بیرونی دروازے سے ایک خوبصورت خاتون اندر داخل ہوئی جو پہیوں پر اپنا بڑا سوٹ کیس گھسیٹتی آ رہی تھی۔ سیدھا میرے پاس آ کر اُس نے کہا۔ میں اسرائیل سے آ رہی ہوں۔ اپنے والدین سے ملنے گئی تھی۔ آج ہفتہ ہے۔ یہاں چھٹی ہوتی ہے لیکن پھر خوش آمدید۔ تم یہودی ہو۔ میں نے کہا :نہیں، لیکن تمہاری ناک یہودیوں والی ہے۔ میں نے کہا میں آپ کو دنیا کی ہر قوم سے ایسے ہزاروں لوگ دکھا سکتا ہوں جن کی ناک میرے جیسی ہے۔ ایک دم اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور کہا ہاں روئے زمین پر سب انسان ایک جیسے ہیں۔ بنی ال بعث کا مطلب تھا (Anti Defamation League) یعنی یہودیوں کو بدنامی سے بچانے کی تنظیم۔ میں نے سوال کیا۔ آخر بدنامی کی کوئی وجہ بھی ہوتی ہے۔ اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ خوامخواہ کی نفرت اور پراپیگنڈہ۔ میں نے واپس لفظ پراپیگنڈہ کو ذرا حیران سے لہجے میں ادا کیا تو وہ ایک الماری سے مختلف کتابیں اور فلمیں نکالنے لگی اور ان کا ایک ڈھیر لگا کر میرے حوالے کر دیا۔ آپ پہلے ان سب کا مطالعہ کر لیں تو پھر آپ کا ذہن صاف ہو جائے گا۔ ابھی آپ اس عالمی تعصب کے زیر اثر ہو۔ میں نے کتابیں ایک طرف کرتے ہوئے اس سے پوچھا تم انسانی حقوق کے بارے میں جو

مظاہرے ہوتے ہیں، ان میں شرکت کرتی ہو۔ کہنے لگی تقریباً ہر ایک میں۔ میں نے کہا کبھی کسی ایسے مظاہرے میں بھی گئی ہو جس میں فلسطینی اپنے قتل ہونے والے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں، مسمار ہوتے گھروں اور زخمی ساتھیوں کی تصویریں لے کر باہر نکلتے ہیں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور پوچھا ایسے مظاہرے امریکہ میں ہوتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ ہمارے ہاں تو ان کی خبریں بھی لگتی ہیں، لیکن یہاں تو کسی کو پتا بھی نہیں چلتا۔ میں نے کہا اب بتاؤ میڈیا پر کنٹرول کس کا ہے۔ اس نے بات پلٹنے، امریکہ کو ایک جمہوری ملک ثابت کرنے، میڈیا کی آزادی اور انسانی حقوق کی جدوجہد پر لمبی بحث چھیڑی جو نہ ختم ہونے والی تھی۔ میں نے وہ تمام کتب اٹھائیں اور باہر آ گیا۔ جاتے ہوئے میں نے اسے اتنا کہا دنیا میں نیک نامی یا بدنامی خوامخواہ نہیں آتی۔ کوئی قوم یا علاقہ متعصب ہو سکتا ہے لیکن پوری دنیا نہیں، لیکن گیارہ جنوری کو نیویارک میں ہونے والے اسرائیل کی حمایت میں مظاہرے میں جب میں نے اسے ''حماس کو تباہ کر دو'' کا پلے کارڈ اٹھائے دیکھا تو مجھے کوئی حیرت نہ ہوئی۔ نیویارک کے یہودی جو ہر شعبۂ زندگی میں چھائے ہوئے ہیں۔ جن کا وطن امریکہ ہے وہ ٹی وی کیمرہ کے سامنے یوں بول رہے تھے جیسے ان کا وطن انھیں پکار رہا ہے۔ غصے سے بپھرا ہوا سینیٹر چارلس سکومر اور نیویارک کا گورنر ڈیوڈ پیٹرسن غزہ کے مسلمانوں کو سمندر میں پھینکنے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ ایک خاتون نے کہا "Wipe them all" ''انھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دو''۔ ہر کوئی امریکی حکمرانوں کو سخت سست سنا رہا تھا کہ یہی موقع ہے ان سب کو ایک ہی دفعہ ختم کر دو۔ ایک شخص سے پوچھا گیا کہ اسرائیل سکولوں پر بم کیوں برسا رہا ہے تو اس نے کہا ان کے نیچے سرنگیں ہیں، جہاں سے اسلحہ آتا ہے۔ لیکن اس خاتون کا فقرہ عجیب تھا۔ اس نے ٹی وی کے صحافی سے کہا ''فلسطینی ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم ان کے بچوں کو قتل کریں''۔ انھیں جلا دو، انھیں جلا کر راکھ کر دو، ہماری صورت میں ان پر خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ یہ جنگ ضروری ہے کیونکہ اگر ایسی بڑی جنگیں نہیں ہوں گی تو ہمارا مسیح جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا۔ ہزاروں یہودیوں کا یہ جلوس اسرائیلی پرچم لہراتا، غصے میں بپھرتا نیویارک کی سڑکوں پر تھا۔ ان کا اسرائیل سے کیا رشتہ تھا۔ نہ زبان، نہ علاقہ، نہ ہمارے قوم پرستوں کی تعریف میں قوم مشترک۔ بس ایک مذہب کا رشتہ تھا کہ وہ اسرائیل کے ظلم کی حمایت اور مسلمانوں پر ظلم، بربریت اور تشدد کے حق میں سڑکوں پر نکلے ہوئے تھے۔ انھیں اپنے مذہب کے مطابق دی گئی بشارتوں پر بھی یقین تھا۔

میں اس طویل تاریخ میں نہیں جانا چاہتا کہ یہودی جس جگہ آباد ہوئے وہاں سے اپنے ہی وطن سے غداری کے جرم میں مار مار کر نکالے گئے اور نفرت کی علامت بن گئے۔ یہاں صرف ۱۸۹۶ء میں صیہونیت کے سب سے اہم رہنما تھیوڈ ہرزل کی تصنیف ''یہودی ریاست'' اور اس سے جنم لینے والی اس تحریک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کے نتیجے میں عالمی طاقتوں کی سازش سے یہودی اسرائیل میں جا کر آباد ہونا شروع ہوئے۔ حیرت ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب جرمنوں نے یہودیوں کے خلاف مہم کا آغاز کیا تو امریکہ سے درخواست کی گئی کہ بیس ہزار یہودی بچوں کو امریکہ پناہ دے اور ہٹلر کے ظلم سے بچائے تو امریکی کانگریس نے انکار کر دیا۔ ۱۹۴۱ء میں جب رومانیہ کے عوام ان کے خلاف کھڑے ہوئے تو

رومانوی سفیر نے ترک سفیر کے ساتھ مل کر تیس لاکھ یہودیوں کی آبادکاری کا منصوبہ امریکہ کو پیش کیا تو امریکہ نے پھر انکار کر دیا۔ ان کو روس، جرمنی، پولینڈ، رومانیہ، ہنگری سے دھکیل کر فلسطین کی اس زمین پر آباد کیا گیا جو سب سے زرخیز تھی اور پھر دنیا بھر کے یہودی صرف ایک مذہب کی لڑی میں پروئے ہوئے اس کی حفاظت کے لیے یک جان ہو گئے۔

اکثر لوگ سوال کرتے ہیں دنیا کا ہر ملک یہودیوں سے اتنا خوفزدہ کیوں ہے؟ پورے یورپ میں ان کے خلاف بات کرنے پر سزا کا قانون رائج ہے۔ ان کے خلاف مظاہرے امریکی میڈیا کی زینت نہیں بنتے۔ یہ پوری دنیا کی آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں بنتے، لیکن صرف ایک بات کہ افریقہ کا کالا یہودی ہو یا روس کا سنہری بالوں والا، سب ایک مذہب کی لڑی میں پروئے کھڑے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا میری مادری زبان جرمن ہے، روسی ہے، میں ہسپانوی بولتا ہوں، میرا رنگ تم سے جدا ہے، میرا وطن، پاسپورٹ اور شناخت علیحدہ ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس قدر ظلم کے باوجود، اتنی بربریت اور دہشت گردی کے باوجود کسی اخبار، کسی رسالے یا کسی ٹی وی شو پر یہ بحث نہیں کرتا کہ اسرائیل کا وجود خطرے میں ہے۔ مجھ سے لوگ اکثر سوال کرتے ہیں، خط لکھتے ہیں، اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ میں حیران ہو کر سوچتا ہوں جو قوم چند لاکھ ہے وہ اپنی مذہبی کتابوں کی سچائیوں پر یقین کرتے ہوئے ایک اسرائیلی ریاست اور عالمی طاقت کا خواب دیکھتی ہے۔ ان کا آپس میں ایک ہی رشتہ ہے یہودیت کا۔ ہمارا رشتہ غزہ کے مظلوموں سے کیا ہے۔ کشمیر کے شہیدوں سے کیا ہے، افغانستان کے بے یارومددگار اور عراق کے بربریت کا شکار انسانوں سے کیا ہے۔ صرف کلمۂ طیبہ کا رشتہ۔ کیا ہمارے شہروں، علاقوں، بستیوں میں ایسے غصے سے بپھرا ایک بھی ہجوم سڑکوں پر آیا جیسے نیویارک میں کہ کوئی ایک یہودی بھی کاروبار پر نہ گیا۔ ہم جنھیں چند لمحے احتجاج کی ضرورت نہیں، اپنی مصروفیت اور کاروبار عزیز ہے، وہ ایسے ہی روتے، آہیں بھرتے رہیں گے۔ کبھی عراق پر، کبھی افغانستان پر، کبھی فلسطین پر اور کبھی اپنے ہی گھر میں وزیرستان پر۔

[مطبوعہ: روزنامہ ''ایکسپریس'' ۱۹/جنوری ۲۰۰۹ء]

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
26 فروری 2009ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

برصغیر کا ہندو مسلم تنازع۔ کیا کوئی مثبت آپشن موجود ہے؟

ارشاد احمد حقانی

آج میں ایک اہم اور حساس موضوع پر اظہارِ خیال کرنے والا ہوں۔

سیفما کے سیکرٹری جنرل اور میرے عزیز دوست جناب امتیاز عالم کا عرصے سے معمول رہا ہے کہ جب وہ دفتر آتے تو سب سے پہلے میرے کمرے میں تشریف لاتے اور چائے کی پیالی پر گپ شپ ہوتی۔ وہ مجھے کہتے کہ مجھے دفتر آنے میں سب سے بڑی دلچسپی یہی ہوتی ہے کہ آپ کے ساتھ ایک نشست ہو جاتی ہے۔ سالوں پر پھیلی ان نشستوں کے دوران کوئی دس بارہ برس پہلے میں نے ان سے کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کے حوالے سے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے، لیکن میں ابھی حالات کو اس قدر سازگار نہیں سمجھتا کہ اس کو لکھ ڈالوں۔ میں نے انھیں اپنی تجویز کے خدوخال بھی بتائے لیکن خوفِ فسادِ خلق سے یہ تجویز اب تک ناگفتنی ہی رہی تھی۔ مگر اب حالات میں کچھ ایسی تبدیلی آئی ہے کہ اس تجویز کو لکھ دینے سے کوئی بڑا طوفان آنے کا اندیشہ نہیں ہے۔

۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد مشرقی پاکستان میں جو بے چینی پیدا ہوئی وہ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات کی صورت میں ڈھل چکی تھی۔ انہی دنوں لاہور میں مغربی پاکستان کے چوٹی کے تقریباً تمام سیاست دانوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس کا اہتمام حسبِ معمول نواب زادہ نصر اللہ خان نے کیا تھا۔ اس کانفرنس میں ملک کی تازہ ترین صورت حال پر، مشرقی پاکستان کی بے چینی کے پس منظر میں تفصیلی غور وخوض کیا گیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن کو بھی اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا۔ انھوں نے کانفرنس کے اکابر کے سامنے اپنا چھے نکاتی فارمولا پیش کیا جسے پوری کانفرنس نے اتفاق رائے سے قطعی طور پر مسترد اور ناقابل قبول قرار دیا۔ چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان اس کانفرنس کے بعد بھی کچھ دیر کے لیے لاہور میں رکے۔ وہ عام طور پر گرمی اور سردی کے حوالے سے معتدل موسم کراچی اور لاہور میں گزارتے تھے۔ یہ دن ان کے لاہور میں ٹھہرنے کے تھے، میں نے ارادہ کیا کہ ان کی زیارت کی جائے۔ ان دنوں وہ ایک باریش بزرگ بن چکے تھے۔ میرے ساتھ میرے محترم بھائی اور ممتاز صحافی جناب مصطفیٰ صادق بھی چودھری صاحب سے ملنے گئے۔ راستے میں، میں نے مصطفیٰ صادق صاحب کو بتایا کہ آج میرا ارادہ چودھری صاحب سے ایک تجویز پر گفتگو کرنے کا ہے جس پر تجویز کی نوعیت جان کر مصطفیٰ صادق نے مجھے کہا کہ آپ چودھری صاحب سے اس موضوع پر بات نہ کریں لیکن میں مشرقی پاکستان

کی صورتحال اور پاک ہند تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اپنی تجویز پر بات کرنے کے لیے بے چین تھا۔ چودھری صاحب نے اپنی ابتدائی گفتگو میں کہا کہ وہ مشرقی پاکستان کے حالات سے انتہائی پریشان اور متفکر ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ تو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان وجہ نزاع تھا ہی اور اسی کی وجہ سے ۱۹۶۵ء کی جنگ ہوئی تھی۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ اس سیاق وسباق میں کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم ہندوستان سے اپنے تعلقات کو کوئی نئی شکل دینے کی کوشش کریں۔ دوسرے لفظوں میں کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم دونوں ملکوں کے تعلقات کو Reinvent کریں۔ اس کی میں نے ایک عملی شکل بھی تجویز کی، جسے سن کر چودھری صاحب نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے پاکستان اپنی موجودہ شکل میں قائم نہیں رہے گا۔ میں نے ان کے احترام کی وجہ سے ان سے مزید بحث نہ کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن تجویز میرے ذہن میں موجود رہی۔ پاکستان میں چونکہ ایک اچھا خاصا حلقہ ہندوستان سے کسی بھی قسم کے ہمہ جہتی اچھے تعلقات رکھنے کا حامی نہیں ہے، اس لیے میں نے بھی اس موضوع کو نہ چھیڑنا ہی مناسب سمجھا، لیکن اب اہم صحافتی حلقے ہندوستان سے نئے تعلقات کے سوال پر کچھ کچھ غور کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ۲۴ / مارچ ۲۰۰۷ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو نے ہندوستان کے ایک مقبول اور بڑی اشاعت رکھنے والے انگریزی ہفت روزے ''انڈیا ٹوڈے'' کے جلسے میں شرکت کی تھی جو نئی دہلی میں ہوا تھا۔ اس موقع پر شہید محترمہ نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ کیا پاک ہند تعلقات کو نئے سرے سے ''ایجاد'' کیا جاسکتا ہے؟ اس کے لیے انھوں نے Reinvent کی اصطلاح استعمال کی تھی۔ ان ابتدائی کلمات اور ہندوستانی وزیراعظم راجیو گاندھی کو تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں سارک کو ایک ثقافتی تنظیم کے ساتھ ساتھ ایک اقتصادی تنظیم بھی بنانا چاہیے۔ اس کے بعد انھوں نے ۱۹۹۹ء میں ہونے والی انڈو پاک پارلیمنٹرین کانفرنس کا حوالہ دیا تھا جس میں انھوں نے شرکت کی تھی اور دونوں ملکوں کے پارلیمانی ممبران کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ پاکستان، ہندوستان اور جنوبی ایشیا کے تمام ملکوں کو اپنے اختلافات اور آپس کے قضیوں کو فی الحال ایک طرف رکھتے ہوئے ایک مشترکہ منڈی قائم کرنی چاہیے تاکہ ہم اپنے خطے سے غربت، بھوک، بیروزگاری اور پچھڑے پن کا خاتمہ اپنی نرم سرحدوں کے ذریعے کرسکیں۔

ادھر میاں نواز شریف بھی یہ تجویز دے چکے ہیں کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ویزہ کی پابندی ختم کر دینی چاہیے۔ چارٹر آف ڈیموکریسی میں بھی کہا گیا ہے کہ:

Peaceful relations with India and Afghanistan will be pursued without prejudice to out sanding disputes.

اس سے دونوں دستخط کنندگان کی ترجیح کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اس وقت اگرچہ بدقسمتی سے ممبئی حملوں کے المیے کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کا ایک بہت برا دور چل رہا ہے لیکن پھر بھی غنیمت ہے کہ ان سطور کے تحریر کیے جانے کے وقت کشیدگی میں کمی کے کچھ آثار پیدا ہو رہے ہیں

اور امید کی جاسکتی ہے کہ آنے والے ہفتوں اور مہینوں میں دونوں ملکوں کے درمیان جامع مذاکرات کا وہ عمل پھر شروع کیا جاسکے گا جو اس وقت عارضی طور پر رکا ہوا ہے اور آخر کار دونوں ملک محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور میاں نواز شریف کے نظریات کے مطابق باہمی تعلقات قائم کر سکیں گے۔ بی بی نے اپنی شہادت سے کئی ماہ پہلے لندن میں کہا تھا کہ وہ جنوبی ایشیا کو ایک Border Less خطہ دیکھنا چاہتی ہیں۔ ہندوستانی وزیر اعظم من موہن سنگھ بھی ایک سے زائد بار کہہ چکے ہیں کہ جغرافیائی سرحدوں کی موجودگی کے باوجود ہم عملاً انھیں غیر متعلق بنا سکتے ہیں۔ یوں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان آج کے مقابلے پر بہت زیادہ کھلے اور قریبی تعلقات قائم کرنے کی خواہش دونوں طرف موجود ہے۔ میں نے جب ۱۹۶۶ء میں چودھری محمد علی صاحب سے بات کی تھی تو میرے ذہن میں بھی کچھ اسی قسم کے تعلقات کا خاکہ تھا لیکن چودھری صاحب کی حوصلہ شکنی کی وجہ سے میں نے پھر اس موضوع پر کافی دیر کچھ نہ لکھنے کا فیصلہ کیا لیکن اب مذکورہ کوائف کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات میں کوئی نئی طرح ڈالنے کی کوشش کرنا ویسا شجر ممنوعہ نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ جیسا کہ بیس تیس سال پہلے تک سمجھا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر کراچی کے انگریزی معاصر کی ۲۱ر دسمبر کی اشاعت میں ادارتی صفحے پر شائع ہونے والے ایک مستقل تبصرہ نگار کہتے ہیں:

The Passage of time and a legacy of mistrust and hostility leave no room to think about a loose federation now. But it should still be possible for the governments of India. Pakistan and Bangladesh to form a block or union of the hostilities of the Second World War. Evolving a common mechanism that diverts their attention and resources form the weapons of war to the poverty of their people could be the first step in that direction.

Pakistan would stand to gain more than the others because as a percentage of national income it spends twice as much on defence than India and also suffers from terrorism much more than India does. In such a collaborative arrangement 470 million Muslims of the subcontinent would count for more than they do at present, spread as they are, almost equally, over three countries.

اس کا ترجمہ یہ ہے:

> ''وقت گزرنے اور دونوں ملکوں کے درمیان بداعتمادی اور مخالفت اس بات کی گنجائش نہیں چھوڑتے کہ اب دونوں کے درمیان ایک ڈھیلی ڈھالی فیڈریشن کے سوال پر غور کیا جائے لیکن اس کے باوجود پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کی حکومتوں کے لیے یہ ممکن ہونا چاہیے کہ وہ ایک بلاک یا

ایک یونین ان خطوط پر قائم کرلیں جو جنگ عظیم دوم کی دشمنیوں کے باوجود یورپ میں رونما ہوئی۔ ایسا مشترکہ طریق کار تلاش کرنا جو ان کی توجہ اور وسائل جنگی ہتھیاروں کی بجائے ان کے عوام کی غربت کی طرف مبذول کردے مذکورہ سمت میں ایک پہلا قدم ہوسکتا ہے۔ اس انتظام سے دوسروں کے مقابلے پر پاکستان کو زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے دفاع پر اپنی قومی آمدنی کا ہندوستان کے مقابلے پر دگنا استعمال کرتا ہے اور ہندوستان سے بھی بڑھ کر دہشت گردی کا شکار بنا ہوا ہے۔ اس طرح کے تعاون پر مبنی انتظام سے برصغیر کے ۴۷۰ ملین مسلمان زیادہ اہمیت اختیار کرجائیں گے کیونکہ اس وقت وہ تقریباً مساوی تعداد میں تین ملکوں میں بٹے ہوئے ہیں۔''

اب آیئے اس سے ایک قدم اور آگے بڑھیں۔ ایک معاصر میں لکھتے ہوئے ایک محترم دوست کہتے ہیں کہ چند ہفتے قبل مارکیٹ سے ایک کتاب آئی ہے جس کا نام ہے "The Sun Shall Rise" اور اسے لاہور کے ایک معروف اور قدیم پبلشر نے شائع کیا ہے۔ اس کے مصنف جناب عطار بانی ہیں۔ جن کا ماضی ان کی حب الوطنی پر دلالت کرتا ہے۔ وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ رائل انڈین ایئرفورس میں شامل ہوگئے۔ پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو انھیں یہ اعزاز نصیب ہوا کہ وہ قائداعظم کے پہلے ایئر ایڈی کانگ مقرر کیے گئے۔ وہ لکھتے ہیں:

''پاکستان بنتے ہی ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو ملک کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت میں قائداعظم نے تین غلطیاں کیں۔ ان کا ایک بیوروکریٹ ملک غلام محمد کو ملک کا پہلا وزیرخزانہ بنانا پہلی ''غلطی'' تھی۔ اس ''غلطی'' نے آنے والے دنوں میں نوزائیدہ مملکت کو بے انتہا اور لاتعداد نقصانات پہنچائے۔ عطار بانی کا کہنا ہے کہ حضرت قائداعظم، غلام محمد کی بجائے نواب زادہ لیاقت علی خان کو وزارتِ عظمٰی کے ساتھ وزارتِ خزانہ کا اضافی قلمدان بھی سونپ سکتے تھے کہ لیاقت علی خان کی امانت و دیانت اور پاکستان سے کمٹمنٹ اظہر من الشمس تھی۔ مصنف کا کہنا ہے کہ ملک غلام محمد کی بجائے قائداعظم کسی ایسے سیاستدان کا بھی بطور وزیرخزانہ تقرر کرسکتے تھے جس میں فنانس کے معاملات کو سمجھنے کی اہلیت ہوتی اور جسے سررولینڈز کی نگرانی میں مزید پالش کیا جاسکتا۔ (سر رولینڈز متحدہ ہندوستان میں وائسرائے کونسل کے آخری فنانس ممبر تھے اور قائداعظم نے پاکستان کے لیے ان کی خدمات عاریتاً لے بھی رکھی تھیں) عطار بانی کے بقول ملک غلام محمد کو نوزائیدہ پاکستان کا وزیرخزانہ بنایا جانا اس لیے بھی غیرمناسب تھا کہ ایک تو ان کے پاس خزانہ کے معاملات چلانے کا کوئی وسیع تجربہ اور علم نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے جنگ عظیم دوم کے دوران متحدہ ہندوستان کی حکومت میں سپلائی اینڈ پرچیز کے شعبے میں چند سال گزارے تھے اور دوسرا یہ کہ ملک غلام محمد حد سے زیادہ اقتدار کا حریص تھا۔ اپنی اوقات سے بڑھ کر عہدے کا متمنی رہنے والا، نہایت ضدی بیوروکریٹ اور منتقم مزاج بھی۔ اقتدار کے لیے اس کی حرص کا یہ نتیجہ نکلا کہ جلد ہی اس غیرمنتخب شخص نے اقتدار کے ایوانوں میں سازشوں کا جال بچھادیا اور اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے اپنا راستہ ہموار

کرنے لگا۔ یہ اس کی سازشوں ہی کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے عرصے میں قائداعظم کی رحلت کے بعد گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کی جگہ ملک غلام محمد بیٹھا تھا۔ یہ پاکستان کی بہت بڑی بدقسمتی تھی۔ چونکہ وہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو سخت ناپسند تھا۔ اس لیے ناپسندیدہ عناصر سے گلوخلاصی کروانے کے لیے غلام محمد نے نہایت جابرانہ ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیئے۔ ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ پارلیمنٹ میں اس کے خلاف بغاوت کے شعلے بلند ہونے لگے۔ نوزائیدہ پاکستان جسے قدم قدم پر جمہوری فیصلوں اور مشوروں کی ضرورت تھی۔ وہاں ملک غلام محمد کے فیصلوں اور اقدامات کی وجہ سے آمریت کی راہ ہموار ہونے لگی۔ عطا ربانی صاحب کا کہنا ہے کہ غلام محمد نے بلاواسطہ اور بالواسطہ حکومت سازی اور حکومت کے فیصلوں میں بیوروکریسی کو شامل کیا اور آج ہمیں سیاست میں جو آلودگی نظر آرہی ہے وہ غلام محمد کے فیصلوں کا شاخسانہ ہے۔ غلام محمد ہی کی وجہ سے سول بیوروکریسی کے بعد ملٹری بیوروکریسی نے بھی پر پرزے نکالنا شروع کردیئے جس نے پاکستان کو دولخت بھی کیا اور تین بار ملک فوجی جرنیلوں کے قبضے میں بھی رہا۔

پاکستان آرمی کے پہلے سربراہ کو نافرمانی کی سزا نہ دینا دوسری ''غلطی'' تھی۔ اکتوبر ۴۷ء کے اواخر میں ہمارے قبائلی سری نگر ائیرپورٹ پر قبضہ کرنے کے قریب تھے۔ آس پاس کا علاقہ بھی ان کے زیر قبضہ تھا۔ ایسے میں قائداعظم نے لیفٹیننٹ جنرل ڈگلس گریسی، جنھیں عارضی طور پر پاکستان آرمی کی کمان دی گئی تھی، کو حکم دیا کہ کشمیری مجاہدین اور قبائلیوں کی اعانت کے لیے ایک بریگیڈ فوج کشمیر بھیجی جائے لیکن گریسی نے قائد کے حکم کی تعمیل کے برعکس فیلڈ مارشل آکین لیک سے رابطہ کیا جو ان دنوں بھارتی فوجوں کے سربراہ تھے اور انھیں قائداعظم کے فیصلے سے آگاہ کردیا۔ مصنف کا کہنا ہے کہ وقت اور حالات کا تقاضا تھا کہ قائداعظم فوری طور پر گریسی کو سزا دیتے ہوئے عہدے سے الگ کردیتے اور ان کی جگہ پاکستانی فوج کے کسی سینئر افسر کا تقرر عمل میں آتا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سری نگر ائیرپورٹ بھی ہمارے قبائلیوں کی گرفت سے نکل گیا اور کشمیر کی مکمل فتح بھی ادھوری رہ گئی۔ اگر جنرل گریسی کو فوری سزا دے دی جاتی تو بعد میں پاکستان اور بھارت کے درمیان تین ہلاکت خیز جنگیں ہوتیں اور نہ ہی سیاچن اور کارگل ایسی لڑائیوں کے سانحات رونما ہوتے۔ مصنف عطا ربانی نے دعویٰ کیا ہے کہ نامعلوم وجوہ کی بناء پر نہ صرف جنرل گریسی کو سزا نہ دی جاسکی بلکہ قائداعظم نے اسے لیفٹیننٹ جنرل سے ترقی دے کر فل جنرل بنادیا اور پاکستان آرمی کے پہلے باقاعدہ سربراہ ہونے کا اعزاز بھی اسے بخش دیا۔ عطا ربانی کے دعوے کے مطابق اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دینا قائداعظم کی تیسری ''غلطی'' تھی۔ مصنف کا کہنا ہے کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت اردو بولتی تھی لیکن تقسیم ہند نے معاملات بدل دیئے۔ اب مشرقی پاکستان میں ۵۴ فیصد پاکستانی رہتے تھے جو اردو بولنا لکھنا اور پڑھنا کم کم جانتے تھے۔ ان کی زبان بنگالی تھی لیکن قائداعظم نے مارچ ۱۹۴۸ء کو مشرقی پاکستان پہنچ کر اردو کے قومی زبان ہونے کا اعلان کردیا۔ اگرچہ قائداعظم نے خلوصِ نیت سے اور یکجہتی کے لیے یہ اعلان کیا تھا لیکن بنگالی پاکستانیوں نے اس فیصلے کو اپنے کلچر، روایات اور اپنی زبان کے خلاف حملہ سمجھا۔ پھر

ہنگامے شروع ہو گئے جس میں تین طلبہ بھی ہلاک ہو گئے۔ مصنف کے مطابق اس فیصلے نے پاکستان کے دونوں بازوؤں کے درمیان حائل ۱۲۰۰ میل کے آبی فاصلوں کو دل کی دوریوں میں بدل دیا۔

بہت سے لوگوں کو جناب عطا ربانی کی رائے سے اختلاف ہوگا لیکن ان کی حب الوطنی پر کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ اب ایک اور حوالہ دیکھئے بلکہ ایک Shock کے لیے تیار ہو جائیے۔ ۲۵ر دسمبر کے ''ڈان'' میں ''ڈان نیوز'' ٹی وی کی ایک تبصرہ نگار مریم چودھری لکھتی ہیں: (وہ قائداعظم پر I remember Jinnah کے عنوان سے اپنے پروگرام کئی بار دکھا چکی ہیں)

JINNAH was a puzzle that has yet to be solved. People can tell you the most outrageous stories about the man and swear on it being honest to God truth. Or they can churn him out to be the man they fought for the right of a people who he shared a religion with? Was he a man who married for love and then lost his daughter to a land that was home and then became foreign territory? Was he a civilian with the fire of a freedom fighter or a villain with a vendetta?

میں اس اقتباس کا ترجمہ نہیں دوں گا جو خود سمجھ سکتے ہیں سمجھ لیں اور جو نہیں سمجھ سکتے بہتر ہے کہ وہ نہ ہی سمجھیں۔ مریم چودھری اپنے انگریزی اخبار کے ایک کالم نویس اردشیر کاؤس جی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

Ardshir Cowsjee a columnist who met Jinnah, was a slippery one. It was difficult to get him to express his viewpoint on the man that was without a touch of bitterness. Let's just say, whenever the subject of modern-day Pakistan came up. I had to edit a lot of what Mr. Cowsjee had to say since I knew it would not pass censorship.

اس کا ترجمہ بھی نہیں دوں گا۔ اب آیئے آگے چلیں۔

۲۸ر دسمبر کے کراچی کے ایک انگریزی معاصر میں وہی تبصرہ نگار جن کا میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں، لکھتے ہیں:

Pakistan owes it to the Muslims of India who staked their own future on its creation not to add to their woes. It may be recalled that Partition became inevitable only when Nehru unilaterally retracted after the Congress and Muslim League had both accepted the Cabinet Mission Plan. Jinnah felt betrayed. For him then there was no going back despite lobying by Lord Mountbatten and Maulana Azad.

اس کا ترجمہ یہ ہے:

''ہندوستان کے مسلمانوں نے پاکستان کی تخلیق کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ اس لیے اب ہمیں کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیے جو ان کے دکھوں میں اضافے کا باعث ہو۔ یاد رہنا چاہیے کہ تقسیم ہند اس وقت ناگزیر ہوئی جب نہرو نے کابینہ مشن پلان کو اس وقت مسترد کر دیا جب مسلم لیگ اور کانگریس دونوں اسے تسلیم کر چکی تھیں۔ اس سے قائد اعظم کو احساس ہوا کہ ان کے ساتھ بے وفائی کی گئی ہے۔ اب ان کے لیے اپنے انکار کے فیصلے سے واپس جانا ممکن نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور مولانا آزاد نے انھیں آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ کابینہ مشن پلان کا استرداد ختم کر دیں۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قائد اعظم کابینہ مشن پلان مسترد کرنے کے اپنے فیصلے پر قائم رہے حالانکہ اگر وہ ماؤنٹ بیٹن اور ابوالکلام کا مشورہ مان لیتے تو کابینہ مشن پلان شاید کسی شکل میں برقرار رہتا اور نہرو نے من مانی کرنے کی جو دھمکی دی تھی، ماؤنٹ بیٹن اور مولانا آزاد کو یقین تھا کہ وہ اس میں نرمی پیدا کرا سکیں گے اور کچھ ردّ و بدل بھی ممکن ہے ہو سکے گا۔ بہر کیف تقدیر کا لکھا پورا ہوا اور ہم ۱۹۴۷ء کے خون کے دریا سے گزر کر پاکستان آ گئے۔ اس ضمن میں بعض لوگوں نے کچھ مزید غلطیوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو شاید خون کی اس ہولی کو روک سکتی تھیں۔ ہندوستان میں جب عبوری کابینہ بنی تو جناب لیاقت علی خاں کے پاس وزارت خزانہ کا قلمدان تھا۔ چودھری محمد علی ان کے مشیر تھے۔ اس زمانے میں سردار پٹیل نے اپنی وزارت میں ایک چپڑاسی رکھنے کا فیصلہ کیا۔ از روئے ضابطہ اس نئی تقرری کا اجازت نامہ وزارت خزانہ نے دینا تھا۔ جب ان کے پاس درخواست پہنچی تو وزارت خزانہ نے جواب دیا کہ اس نئی پوسٹ کے لیے بجٹ میں کوئی تجویز نہیں ہے۔ اس لیے اس تقرر کی منظوری نہیں دی جا سکتی اور سردار پٹیل بہت کھسیانے اور تلخ ہوئے۔ ان کی بات مان لی جاتی تو بے شک مسلمانوں کے اندر وزارتِ خزانہ کی واہ واہ نہ ہوتی لیکن عبوری کابینہ خوش اسلوبی سے چلنے کے امکانات اتنے زیادہ تاریک نہ ہوتے۔ اسی طرح جب لیاقت علی خان نے پہلا بجٹ پیش کیا تو اس میں انھوں نے ہندو سرمایہ داروں (مسلمان سرمایہ دار تو بہت کم تھے) پر بھاری ٹیکس لگائے جس سے پھر مسلمانوں میں واہ واہ ہوئی (مجھے آج تک مسلمانوں کے ردّ عمل کی تفصیل یاد ہے) لیکن ظاہر ہے کہ ان بجٹ تجاویز نے ہندو سرمایہ کاروں (اور بالایں وجہ سیاستدانوں) میں بڑی تلخی پیدا کی اور یہ بھی ان عوامل میں سے ایک عامل بن گیا جس نے عبوری حکومت کے تجربے کو تلخ بنا دیا۔ اگر یہ تلخ تجربہ یا تجربات نہ ہوئے ہوتے تو کانگریسی قیادت کابینہ مشن پلان کی نامنظوری تک شاید نہ جاتی لیکن قدرت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔ آج کی پاک ہند قیادت کو ان واقعات سے سبق سیکھنا چاہیے اور اب بھی کسی قسم کے دوستانہ تعلقات قائم کرنے پر آمادہ ہو جانا چاہیے۔ میں آج بھی جب کابینہ مشن پلان کی ناکامی پر غور کرتا ہوں تو میرا دل دکھ سے بھر جاتا ہے۔ ممتاز پاکستانی سکالر اور مؤرخ ڈاکٹر عائشہ جلال کی بھی یہی رائے ہے جو اسلام آباد سے لندن کے ایک سفر کے دوران اگست

۲۰۰۲ء میں انھوں نے میرے سامنے ظاہر کی۔ سیفما نے کئی ماہ پہلے لاہور میں ساؤتھ ایشیائی صحافیوں کی ایک کانفرنس بلائی تھی جس میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا تھا: ''ماضی میں ہم دونوں سے جو بھی غلطیاں ہوئیں اب تاریخ کی قوتیں ہمیں دھکیل رہی ہیں کہ ہم ہوش مندی اور تعاون باہمی کا راستہ اختیار کریں۔'' میرے اس تبصرے پر پاکستان اور ہندوستان کے چوٹی کے صحافیوں نے اطمینان کا اظہار کیا تھا اور جناب ایم جے اکبر نے تو کہا تھا کہ آپ نے بہت دانائی کی باتیں کی ہیں۔ ممبئی کے حالیہ واقعے اور اس کے نتیجے میں ابھرنے والے خدشات کے بعد تو پاک ہند تعاون کی ضرورت مزید واضح ہوگئی ہے۔ کیا دونوں طرف کوئی سننے والا ہے؟

یوں آپ دیکھیں گے کہ میں نے ۴۰ سال پہلے ۱۹۶۶ء میں چودھری محمد علی کے سامنے جو تجویز پیش کی تھی آج کی پاکستانی قیادت اس کی افادیت کو محسوس کر رہی ہے۔ جناب مصطفیٰ صادق دو دفعہ مجھے تصدیق کر چکے ہیں کہ انھیں یہ ملاقات اور گفتگو یاد ہے۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن امر واقع یہ ہے کہ جب میں نے یہ تجویز پیش کی تھی تو میاں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو ابھی سیاست کے میدان میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ وہ قریباً ۳۰ سال پہلے سیاست میں آئے تھے۔

تیسرا واقعہ:

مخدوم امین فہیم کی صاحبزادی کی آئر لینڈ میں بطور فرسٹ سیکرٹری تقرری تمام ضابطوں کو نظر انداز کر کے کی گئی۔ اس سے پہلے فرح حمید ڈوگر کا کیس سامنے آیا تھا جس پر حکومت ابھی اصلاحِ احوال کے لیے آمادہ نہیں ہوئی۔ اب ایک تیسرا ایسا ہی واقعہ سامنے آیا ہے۔ وزیر قانون جناب فاروق ایچ نائیک کی صاحبزادی مشعل کو سٹیٹ بینک میں ایک بڑے عہدے پر فائز کر دیا گیا ہے۔ سٹیٹ بینک نے اس تقرر کا جواز ایک طول طویل پریس ریلیز میں بیان کیا ہے جو کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جس طرح امین فہیم کی بیٹی کو بہت سے اہل اور میرٹ پر منتخب امیدواروں پر برتری دی گئی تھی اسی طرح نائیک صاحب کی صاحبزادی کو بھی بہت سے اہل اور ٹریننگ لینے والے امیدواروں پر سبقت دی گئی ہے۔ ٹریننگ لینے والے امیدواروں کو تقرری پر قریباً ۲۵ ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے لیکن مشعل بیٹی کو آغاز کار ہی میں ۵۰ ہزار روپیہ تنخواہ دی گئی ہے۔ وہ یقیناً اہل اور لائق ہوگی لیکن سٹیٹ بینک کی ملازمت میں داخل ہونے کا ایک طریق کار ہے جسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مخدوم صاحب، ڈوگر صاحب اور نائیک صاحب تینوں اس رسول اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہیں جنھوں نے ایک بڑے گھر کی عورت کو چوری کرنے پر قطع ید کی سزا دی تھی اور جب طاقتور لوگوں نے اس کی سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اسے بھی یہی سزا دیتا۔ تم سے پہلی امتیں بھی اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ وہ کمزوروں کو پکڑتی تھیں اور طاقتوروں کو چھوڑ دیتی تھیں۔'' ہمارے مذکورہ تینوں اکابر ایک لمحے کے لیے اپنے اپنے گریبان میں جھانک لیں تو ان کے لیے اور ملک کے لیے بھی اچھا ہوگا۔ [روزنامہ ''جنگ'' ۳ تا ۶/جنوری ۲۰۰۹ء]

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ابوسفیان تائب

کبھی آقا آؤ میرے خواب ہی میں　　تیری راہ میں پلکیں بچھائے ہوئے ہوں
زیارت مجھے ہو حبیبِ خدا کی　　تمنا یہ دل میں بسائے ہوئے ہوں
شب و روز ہے اب درودوں کی بارش　　نبی سے ہی اب دل لگائے ہوئے ہوں
تیری حسرتوں میں تیری چاہتوں میں　　بہت دن ہوئے گھر سجائے ہوئے ہوں
مدینہ کی خاکِ شفا کا بنا کر　　میں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہوں
حسیں چاند سے بھی نبی کا ہے چہرہ　　میں ہر وقت نظریں ٹکائے ہوئے ہوں
نبی کے غلاموں کی بخشش ہے لازم　　اسی پر میں ایمان لائے ہوئے ہوں
نبی کی شفاعت مجھے بھی ملے گی　　یہ اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہوں
قضا جب بھی آئے مدینہ میں آئے　　یہ حسرت بھی دل میں چھپائے ہوئے ہوں
شہرِ نبی میں بنے قبر میری　　ہے پہنا کفن اور نہائے ہوئے ہوں
پیوں جامِ کوثر مَیں دستِ نبی سے　　پیوں گا یہی قسم کھائے ہوئے ہوں
جگہ مَیں بھی آقا کے قدموں میں پاؤں　　یہ امید دل میں جمائے ہوئے ہوں
بجز مصطفیٰ کے نہیں کوئی اپنا　　جہاں بھر کو مَیں آزمائے ہوئے ہوں

تصور میں تائبؔ درِ مصطفیٰ پر
عقیدت سے سر کو جھکائے ہوئے ہوں

☆☆☆

ابوالکلام آزادؒ*

شورش کاشمیریؒ

عشق میں رومی ، فکر میں رازی ، عزم کا منبع، جہد کا حاصل
حسنِ عمل کا گوہرِ یکتا ، علم و نظر کا جلوۂ کامل

اُس کی روش سے گردشِ دوراں، اپنے کیے پر آپ پشیماں
اُس کی صدا سے سر بگریباں شورشِ گیتی ، لشکرِ باطل

اس کے قلم کی جنبشِ ادنیٰ لولوئے لالہ ڈھال چکی ہے
اس کی نظر تجدید کی خوگر ، اس کا چلن تقلید کے قابل

اُس کی فصاحت معدنِ شعری، اُس کی بلاغت مصدرِ معنی
اُس کی نفاست گلشن گلشن ، اُس کی لطافت محفل محفل

اُس کی روانی گنگ وجمن میں ، اُس کی کہانی دار و رسن میں
اُس کی سیادت جادہ جادہ ، اُس کی قیادت منزل منزل

اُس کے ادب میں بانگِ رجز ہے، بانگِ رجز میں جوشِ جنوں ہے
جوشِ جنوں میں سوزِ دروں ہے، سوزِ دروں میں جذب ہے شامل

اس کی جبیں پر شکنیں ہی شکنیں لب بستہ غنچوں کی صورت
اہلِ چمن سے پوچھ رہی ہیں ، آخر ان خدمات کا حاصل؟

بت خانے کے طاق میں شورشؔ شمعِ حرم کو دیکھ رہا ہوں
صحنِ چمن میں شام کو جیسے دورِ خزاں میں شورِ عنادل

* تاریخ وفات: ۲۲رفروری ۱۹۵۸ء

جوتے کی شان نرالی دیکھی

محمود فریدی

نشست سخن مدح پاپوش سے شرکاء کا چیدہ کلام حاضر ہے۔

- قہر چمڑالوی:

جوتے میں پھول رکھ کے جو مارا حبیب نے
سر کو جھکا کے داؤ بچایا رقیب نے

- بے آباد چرم زادہ

ہائے بدبختی صیاد لگا ماتھے پر
اس کے نخچیر کی قسمت میں تھا جوتا ہونا

- موچی کمال پوری:

مٹی پلید ہو گئی غارت ہوا ثواب
جنگِ صلیب کر گئی ہے عاقبت خراب
ٹی وی تمام اس کو دکھاتے ہیں بار بار
ہے رشک ماہ تاب اک جوتے کی آب وتاب

- چپل باز کوہاٹی:

توپ و تفنگ سے نہ سامانِ حرب سے
سر سے غرور نکلا ہے جوتے کی ضرب سے

- بے زار گھسّہ:

جب وقت زوال آ جاتا ہے
تو جگ میں ہنسائی ہوتی ہے

تب قسمت ساتھ نہیں دیتی
جوتوں سے پٹائی ہوتی ہے

● رنگیلا باٹا پوری:

قول و فعل کے سارے نتائج سہنے پڑتے ہیں
جھوٹے عاشق کو بالآخر لتر پڑتے ہیں

● گرگابی نوشیر پتاوا:

ٹریکٹر کے ساتھ ٹرالی دیکھی
دھان کے ساتھ پرالی دیکھی
ہر کوئی اس کا ہوا دیوانہ
جوتے کی شان نرالی دیکھی

● استاد بے چین ساون پولا:

دشمن جاں کا ساون ہے یہی ایک علاج
منہ سے پچکارنا اور ہاتھ میں پولا رکھنا

● منشی لیتران:

پہلا جوتا تھا ریہرسل کے لیے
دوسرا مقصد افضل کے لیے
شان سے کھائے ہیں جھک کے دونوں
آج تیار ہوں پھر کل کے لیے

● منجمد جوگری:

جو ایک جوتا ترے منہ پہ پڑ گیا ہوتا
یقین ہے تیرا مقدر سنور گیا ہوتا

● اضطراب موزہ خانی:

چپل ماری کھسہ مارا آخر جوگر مار دیا
باس کا حلیہ دیکھ کے اس نے آخر پتھر مار دیا

● نوشہ کھیڑی والا

چمڑے سے بنا جوتا تو ہو سکتا ہے ضائع
تاریخ کا جوتا کبھی ضائع نہیں ہوتا

● شعلہ پاپوش پوری:

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
جوتا اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

● تسمہ بوٹ پالشی:

جوتا چوری سے جوتا ماری تک
خوب ہے اک سے اک نرالہ کھیل

● زخمی کھال پوری:

رویئت ضروری ہو گئی ٹھوکر کے ساتھ ساتھ
جوتے کے نیچے آئینے سب نے لگا لیے

● معذور چھترولوی:

جوتا پڑا تو شوخ کی ڈبکی تھی دیدنی
مانند مرغ باد گیا گھوم سر کے بل

● افتاد سلیپری:

عاشق کا ہاتھ چلتا گیا سر میں اس قدر
طبلے کی تھاپ نغمہ پاپوش بن گئی

● بے نوا سینڈلوی:

کیا زندہ دل ہے قوم اور کیا رند رہنما
مظلوم جوتا مارے تو یہ مسکراتے ہیں
کتا علیل ہو تو اسے چاٹتے ہیں یہ
انسانوں پر یہ ڈیزی کٹر بم چلاتے ہیں

☆☆☆

ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی

شمس الاسلام بہاری

یار! تم مرزائیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہو، کیا یہ بھی کوئی کام ہے؟

طاہر! تم چھے ماہ بعد ربوے جاتے ہو واپسی پر نہ جانے تمھیں ربوائی بخار ہو جاتا ہے۔ تم بے کار باتیں کرنے لگ جاتے ہو۔ وہ وہ اول فول بکتے ہو کہ خدا کی پناہ۔ میں تمہاری سنگت و ہمسائیگی سے تنگ آچکا ہوں۔

چودھری صاحب آپ خفا نہ ہوں۔ یہ جمہوریت کا دور ہے۔ مجھے بھی تو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے۔ پھر وہی بات۔ میں نے بھی کبھی تمہاری مذہبی شخصیتوں کو کچھ کہا۔ تم کو اپنی مذہبی رائے کے اظہار کا تو مکمل حق ہے مگر ہمارے مذہبی زعماء کے حق میں ہرزہ سرائی کا بھی کیا جمہوریت تمھیں حق دیتی ہے؟

نہیں جناب جمہوریت اس کا حق تو نہیں دیتی۔

پھر تم میری پسندیدہ شخصیات کو برا بھلا کہہ کر مجھ سے کس رواداری کی توقع رکھتے ہو؟ ۴۷ برس ہو گئے تمھیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔ تمہارا ہمارا گھر بھی ایک ہی محلے میں ہے۔ میں رواداری کے جذبے کے ماتحت ہی تمہارا بیسیوں دفعہ تحفظ کیا۔ ورنہ محلے کے نوجوان تمہارا مردہ بھی ذلیل کر دیتے۔ تم نے پچھلے دنوں ایک اور کمینی حرکت کی۔ میرے ہی بچوں کو سیر و تفریح کے بہانے تم پہلے ربوے لے گئے۔ جہاں تم نے مرزا طاہر کا ہفتہ وار ڈرامہ دکھایا۔ پھر اس کی بہت ہی وڈیو کیسٹیں دکھائیں پھر تم نے وہاں سے ایک ''چگی داڑھی والے فریبی'' کو ساتھ لے کر اپنا ہم سفر بنایا جو بطورِ خاص تربیت کے لیے چپکا رہا۔ تم مری گئے تو مرزائی (قادیانی) کے گھر میں رہے۔ مغرب کے بعد تم میرے بچوں کو اپنے دارالذکر میں لے گئے اور اپنے ''ویجی ٹیبل مذہب'' کی تبلیغ کرتے رہے۔ تم سوات اور کاغان ویلی میں گھومے پھرے مگر تم نے ان بچوں کی نگرانی یوں کی جیسے اسرائیلی فلسطینی مسلمانوں کی کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے تم نے یہ کارِ خیر بھی یہودیوں سے سیکھا ہے۔ اب میرے بڑے لڑکے نے اللہ کے فضل و رحمت سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم اے انگلش پاس کیا ہے تو تم نے اسے باہر بھجوانے کا جھانسہ دیا اور اسے ۲۵ ہزار ماہانہ کا لالچ دیا اور کہا کہ معمولی بات ہے۔ ایک کام ہمارا بھی کر دو کہ مرزائیت کی ''سنہری، وروپہلی'' گلی میں سے ہو کر گزر جاؤ اور ہمارا فارم پُر کر دو...... جس میں غلام احمد قادیانی سے

لے کر مرزا طاہر تک سب کی اطاعت کا وعدہ لیا جاتا ہے۔(۱)

تم نے میرے بیٹے کی اطاعت وغلامی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر ایسے گندے، غلیظ، زنا کار لوگوں سے وابستہ کرانے کی ناپاک حرکت کی۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم نے اس بات کی لاج بھی نہ رکھی کہ میں تمہارا محسن ہوں۔ تم نے محسن کشی کی۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری منگیتر کو ''الہام'' کی خوشخبری کے ذریعہ مسٹر ناصر لے اڑا تھا اور تم روتے ہوئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے پوری ایمانداری سے تمہاری مدد نہیں خدمت کی۔ صرف انسانیت کے حوالے سے۔

چودھری صاحب مجھے معاف کر دیں۔ آپ تو سیریس ہو گئے ہیں، جانے بھی دیں۔ چودھری صاحب۔ پلیز اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ بھی ان معاملات میں مذہبی ذہن رکھتے ہیں۔

طاہر! نام تو تمہارا طاہر ہے مگر کام تمہارا نجاست پھیلانا ہے۔ تمہارے اندر کی نجاست تمہاری زبان پر آ گئی کہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں۔ الحمدللہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں ورنہ سینتالیس برسوں میں تو میری لٹیا ہی ڈوب گئی ہوتی۔ میری بیوی بچے ہم سب کے سب تمہارے ہم زبان ہو گئے ہوتے۔ واقعتاً تم منافق ہو۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے تمہارے متعلق ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہم نے بلاوجہ اس کی مخالفت کی وہ تمہیں منافق سمجھتا تھا۔ اسی لیے اس نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا۔ تم سینتالیس برس تک میرے ہمسایہ میں رہ کر میری انسانیت پروری وہمدردی کے باوجود اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں لا سکے تو تم نے مجھے ہی مذہبی غیرت سے محروم سمجھ لیا تھا جو میری اولاد پر واردات بن کر شب خون مارنے کی ٹھانی۔ تم سچے کافر ہو، اس میں کوئی شک نہیں۔ تمہاری اس واردات کے بعد مجھے اس بات کا یقین آ گیا ہے کہ تم اپنے کفر میں بہت مضبوط اور مرزائیت کا گند پھیلانے کے لیے تمہیں جو بھی روپ دھارنا پڑے۔ تم دھار لیتے ہو، تم بہروپیئے ہو اور میں دوبارہ کہتا ہوں بھٹو سچا تھا۔ تم سولائزڈ منافق ہو...... میں آج کے بعد تمہیں منافق کہوں گا اور تمہیں محلے سے ویسے ہی نکالوں گا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو نام لے کر مسجد نبوی سے نکالا تھا۔ سنو! مولانا ظفر علی خاں مرحوم ومغفور میرے محسن بھی ہیں اور میرے رہنما بھی۔ اور میرے زعیم ہیں۔ میرے پسندیدہ شخص ہیں۔ آج تم نے ان کے خلاف بک بک کی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ تم ان کی پیش گوئی کے مصداق ہو۔ انھوں نے سچ فرمایا تھا:

آج　بادِ　صبا　خبر　لائی
ہیں　بڑے　ہی　خبیث　مرزائی

(مطبوعہ: ''نقیب ختم نبوت'' اکتوبر ۱۹۹۴ء)

(۱) تب مرزائیوں کا پیشوا مرزا طاہر زندہ تھا۔

جھوٹی خلافت کا پرچار کرنے والوں کو مسلسل شکست

عبدالرحمٰن باوا*

۲۶ رمئی ۲۰۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی جب ''وبائی ہیضہ'' میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوا تو ایک سازش کے تحت خلفاء راشدین کے مقابلے میں ایک نئی اور متوازی ''خلافت'' کا آغاز کیا گیا۔ حکیم نورالدین ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو خلیفہ اوّل قرار پایا۔ پھر یکے بعد دیگرے مرزا قادیانی کے خاندان سے مرزا محمود، مرزا ناصر اور مرزا طاہر سند خلافت پر مسلط رہے۔ اب ۲۶ رمئی ۲۰۰۸ء کو ''قادیانی خلافت'' کو سو سال پورے ہو گئے اس وقت بھی مرزا قادیانی کے خاندان کا ایک فرد مرزا مسرور ''خلافت'' کے منصب پر قابض ہے۔ بہرحال اب جبکہ قادیانی خلافت دوسری صدی میں داخل ہو گئی تو ضروری ہو گیا کہ قادیانی جماعت اس کا جشن منائے۔ چنانچہ ۲۰۰۸ء سال کے اوائل میں ہی ''صد سالہ جشن خلافت'' کے منانے کے اعلانات ہوئے اور بطور شکرانہ دس لاکھ اسٹرلنگ پونڈ مرزا مسرور کو دینے کے اعلانات بھی ہوئے۔

''صد سالہ جشن خلافت'' کے حوالے سے لندن سمیت دنیا بھر میں تقریبات منعقد ہوئیں۔ بعض تقریبات میں مرزا مسرور نے بہ نفس نفیس شرکت کی۔ اس کی آخری اور اہم تقریب، مرزا مسرور کا دورہ انڈیا اور پھر قادیان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں شرکت تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کیا منظور تھا کہ مرزا مسرور کو ذلت اور رسوائی کے سامان ہو رہے تھے مرزا مسرور پانچ ہفتہ کے دورہ پر دہلی پہنچا اور وہاں سے کیرالہ (جنوبی ہند) کے پروگرام پر تھا کہ بمبئی میں دہشت گردی کے واقعہ اور وہاں صورتحال کے پیش نظر انڈین حکومت نے مرزا مسرور کو سکیورٹی فراہم کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں مرزا مسرور اپنا پانچ ہفتہ کا طے شدہ پروگرام مختصر کر کے واپس لندن آ گیا ناظر اعلیٰ قادیان انعام غوری کے مطابق انڈین حکومت نے مرزا مسرور کے پروگرام کو صرف قادیان تک محدود کرنے اور مختصر پروگرام کرنے کی ہدایات دی تھیں چنانچہ قادیانی جماعت نے دہلی سے امرتسر بذریعہ جہاز اور امرتسر سے قادیان بذریعہ ٹرین اور وہ بھی چارٹر کئے گئے پروگرام کے تحت انتظامات تھے لیکن مرزا مسرور پر اتنا خوف سوار تھا کہ ''قادیان دارالامان'' کا اتنا اہم پروگرام ترک کر کے واپس لندن آ گیا۔ جہاز جو چارٹر کیا گیا اور ٹرین کا بندوبست اس پر آنے والے اخراجات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قادیان جیسے'' دارالامان''، یعنی امن کی جگہ وہ مرزا مسرور کے لیے امن کی جگہ نہیں رہی۔ یہ ذلت اور نامرادی کا پہلا تحفہ ہے جو مرزا مسرور کی ''نئی خلافت کی صدی'' میں عطا ہوا۔

* ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

مرزا مسرور نے اپنے ۵ ر دسمبر ۲۰۰۸ء کے خطبے میں جو دہلی میں دیا گیا جس میں قادیانیوں کو بیرونِ ملک سے قادیان کا سفر نہ کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ بدنصیبی ختم نہیں ہوئی اس کے بعد ’نئی خلافت کی صدی‘‘ کا دوسرا تحفہ کینیڈا کے شہر کیلگری میں قادیانیوں کی نئی تعمیر کردہ عبادت گاہ کا تنازعہ جو قادیانی جماعت اور تعمیراتی کمپنی کے درمیان پیدا ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں تعمیراتی کمپنی نے تقریباً پانچ ملین ڈالر کا مقدمہ عدالت میں دائر کیا ہے۔ تعمیراتی کمپنی کا دعویٰ ہے کہ قادیانی جماعت نے معاہدے کی خلاف ورزی کی یعنی ادائیگی نہیں کی۔ مزید دوسرے ماتحت ٹھیکیدار بھی اسی نوعیت کا دعویٰ دائر کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس قادیانی عبادت گاہ کا افتتاح گذشتہ چند ماہ قبل مرزا مسرور نے کیا تھا۔ افتتاح کے موقع پر کینیڈا کے وزیر اعظم اسٹیفن ہارفر نے بھی شرکت کی تھی۔ تعمیراتی کمپنی نے قادیانی جماعت کے مقامی ذمہ دار نصیر احمد پر کمپنی کی شہرت کو نقصان پہنچانے کا الزام بھی لگایا ہے۔ کلیگری کے اخبارات نے اس مقدمہ کے بارے تفصیل سے خبر شائع کی ہے جن میں ایک اخبار ’’سن‘‘ اور دوسرا ’’کیلگری ہیرالڈ ہے کیلگری ہیرالڈ نے تو یہ خبر دی ہے کہ اگر پانچ ملین ڈالر کی ادائیگی نہ کی گئی تو عبادت گاہ فروخت کر کے دعوے کی رقم حاصل کرنے کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ جب اس سلسلے میں معلومات کے لیے قادیانی مرکز کینیڈا (ٹورانٹو) رابطہ کے لیے کوشش کی تو کوئی شخص جواب دینے کے لیے دستیاب نہیں تھا۔ اور یہ بھی اخبارات نے بتایا کہ ابھی تک الزام کو ثابت نہیں کیا گیا نہ ہی عدالت میں دفاع کے لیے کوئی تحریری جواب داخل نہ کیا گیا۔ یہ واقعہ بھی قادیانی جماعت کی تذلیل کا باعث ہے۔ ’’نئی خلافت کی صدی‘‘ کا تیسرا تحفہ ملائیشیا میں کے ’’سٹیٹ سیلا گور‘‘ کے اسٹیٹ وزیر برائے اسلامی امور ڈاکٹر حسن محمد علی کا یہ بیان کہ قادیانی لیڈروں کے خلاف عنقریب کارروائی کی جائے گی اور ایک اخبار میں یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ ’’قادیانی تعلیمات دفن کر دی جائے گی‘‘ اور یہ کہ ’ایک گمراہ ٹولہ ملک میں سرگرمِ عمل ہے‘‘ اس لیے انتظامیہ اس مسئلے کے حل کے لیے غور کر رہی ہے۔ ملک میں قائم ایک اسلامی گروپ کی دھمکیوں کے نتیجے میں انتظامیہ حرکت میں آئی ہے۔ دو جگہ پر قادیانی عبادت گاہ پر لگے سائن بورڈ اتار دیئے گئے چند مہینوں قبل انڈونیشیا میں بھی قادیانی سرگرمیوں پر پابندی لگائی گئی تھی۔

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

عقل اُس میں تھی ہی نہیں!

علامہ اسد، بیسویں صدی میں معتزلہ کا جدید ایڈیشن

محمد عابد مسعود ڈوگر

۶ رجنوری ۲۰۰۹ء کا روزنامہ ''نوائے وقت'' میرے سامنے ہے۔ فرنٹ ان سائیڈ پر جناب رفیق ڈوگر صاحب کا ''دید شنید'' موجود ہے جس میں انھوں نے مذہبی بحث نہ کرنے کا دعویٰ برقرار رکھتے ہوئے اچھا خاصا خود تراشیدہ مذہبی تنازع کھڑا کر دیا ہے۔ انھوں نے امت کے اجماعی عقیدے اور طے شدہ محکم کو متشابہ اور متنازعہ بنا دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اُن کے نزدیک علامہ محمد اسد کی یہ رائے وزن رکھتی ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ و سلامت جسم اور روح سمیت جنت میں پہنچا دیا گیا تھا۔ ''میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تمھیں اپنی رحمت سے بلند مرتبہ دے رہا ہوں۔ جب کہ رفیق ڈوگر ہوں یا علامہ محمد اسد، اجماعِ امت کے سامنے پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ ویسے علامہ محمد اسد کا یہ خیال مرزا قادیانی کے افکار کی عمر سے زیادہ پرانا نہیں اور ایسے خیالات کی عمر بہت زیادہ نرمی برت لیں تو ڈیڑھ دو سو سال سے زیادہ نہیں اور مصر کے جن منتشر لوگوں نے اِن سے پہلے اس خیال کو اپنایا وہ امت کے اجتماعی دھارے میں اپنی جگہ نہیں بنا سکے۔ کیوں کہ یہ خیال اسلامی تعلیمات کے حوالے سے کل بھی اجنبی تھا اور آج بھی نامانوس۔ مرزا قادیانی کے بعد تو ایسے خیالات رکھنے والوں کی منڈی لگی نظر آتی ہے۔ ان سے پہلے امت میں کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا کر اپنے پاس نہیں بلا لیا بلکہ انھیں صرف روحانی ترقی سے نواز کر اپنے قریب فرما لیا تھا۔ جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا تذکرہ ہے قرآن پاک میں۔ جب کہ ایسی سوچ اختیار کرنے والے احباب اگر قرآنِ پاک کو سمجھ کر پڑھتے اور کسی عجمی ذہن والے ''نوردین'' یا مرزا کے خیالات سے متاثر مترجم سے فائدہ نہ اٹھاتے تو مسئلہ اتنا مشکل نہیں تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیاوی زندگی کو پورا کر چکے ہیں۔ جیسا کہ جناب رفیق ڈوگر نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ کا ترجمہ فرمایا ہے۔ دنیاوی زندگی ختم کر دینے کا ذکر اس آیت میں کس جگہ ہے اور اس کے متبادل عربی الفاظ کون سے ہیں۔ یہ ترجمہ مذکورہ بالا غلط سوچ رکھنے والے گروہ کی اپنی کارستانی ہے ''وفات'' کے معنی کسی چیز کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے لینے کے ہیں۔ نہ کہ صرف موت۔ قرآن کے نزول سے پہلے عربی زبان میں یہ لفظ صرف

اسی معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک نے اس لفظ کو موت کے معنی میں بھی استعمال فرمایا اور نیند کے معنی میں بھی استعمال فرمایا اور اپنے اصلی معنی میں بھی استعمال فرمایا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ویسے رفیق ڈوگر صاحب اور اُن کے معتبر مترجم اگر عربی گرامر کی باتوں سے واقف ہوتے تو ضرور اس بات پر غور کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آیت نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ سورۃ نمبر ۴ میں لفظ ''الیٰ'' کیوں ہے؟ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے تذکرہ میں سورۃ مریم سولہویں پارے میں یہ لفظ کیوں نہیں ہے۔ ساری بات سمجھ آجاتی ہے اور اس سے بھی آسان طریقہ اس مسئلہ کو سمجھنے کا قرآنِ پاک کی سورۃ نمبر ۴۳ اور آیت نمبر ۶۱ تھی۔ یہ چھٹا رکوع ہے۔ ۴۳ ویں سورۃ کا تذکرہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم صرف ۶۱ ویں آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں ''اور وہ دراصل قیامت کی ایک نشانی ہے بس تم اُس میں شک نہ کرو اور میری بات مان لو یہی سیدھا راستہ ہے۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کی نشانی فرمایا ہے اور نشانی منزل سے پہلے آتی ہے۔ یقیناً اُن کی آمدِ ثانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح اور متواتر احادیث کی روشنی میں قیامت سے پہلے ہوگی۔ حدیث میں الفاظ ''یجیٔ'' کے نہیں بلکہ ''ینزل'' کے ہیں۔ وہ آئیں گے نہیں بلکہ اتارے جائیں گے اور اتارے اس لیے جائیں گے کہ وہ اپنے روح اور جسم کے ساتھ اوپر اٹھا لیے گئے تھے، نہ کہ اُس طرح ''اٹھا لیے گئے'' جس کا تذکرہ رفیق ڈوگر صاحب نے فرمایا۔ امت کا طے شدہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پاس اپنی روح اور جسم کے ساتھ موجود ہیں اور قیامت کے قریب قرآن کے بیان کے مطابق وہ قیامت کی ایک نشانی بن کر تشریف لائیں گے۔ اُن کے تشریف لانے کا تذکرہ احادیث میں غیر متنازعہ اور واضح طور پر موجود ہے۔

علامہ محمد اسد (Leopold Weiss) اپنے متنازعہ خیالات اور افکار کی وجہ سے اس درجے پر نہیں پہنچ سکتے کہ اُن کے خیالات کو دینِ اسلام کی تشریح کے حوالے سے بطور حوالہ پیش کیا جائے اور اُن کا وہ متنازعہ ترجمہ قرآن تو شروع دن سے دینی حلقوں اور تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک انتہائی غلط اور پراگندہ خیالات کا مجموعہ ہے۔ جسے سب سے پہلے سعودی علماء کی رابطہ کونسل نے مکمل طور پر نہ صرف ردّ کر دیا تھا بلکہ اس پر پابندی کی سفارش کی تھی۔ اسی لیے اُس وقت کے سعودی وزیر تیل نے اس ترجمۂ قرآن کی ۲۰ ہزار کاپیاں خرید کر سمندر برد کر دی تھیں کہ وہ عام مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا سبب نہ بن سکے۔ علامہ محمد اسد کے خیالات دراصل مفتی محمد عبدہ مصری کے افکار و خیالات کا سرقہ اور چربہ ہیں۔ جیسے انھوں نے خود متاثر ہونے کا تاثر دے کر دبانے کی کوشش کی ہے۔ اسد کے ترجمۂ قرآن کا نام "The Message of the Quran" ہے۔ علامہ اسد جنات کے منکر تھے۔ معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریباً فرشتوں کے وجود کے بھی منکر تھے۔ ایسے شخص کے ترجمۂ قرآن اور اُس کی رائے کو ڈوگر صاحب اہمیت دیتے تھے تو اس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔ علامہ محمد اسد کے تعارف کے لیے انگریزی زبان میں چھپنے والی کتاب "Europe's Gift to Islam" پڑھ لیں تو ''چانن'' ہو جائے گا۔

تیسری قسط

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قادیانیت

پروفیسر خالد شبیر احمد

ایک واقعہ:

''شاہ صاحب کو تردید قادیانیت سے کتنا لگاؤ تھا، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ شاہ صاحب جامع ڈابھیل سے دیوبند تشریف لے جا رہے تھے۔ دہلی سے گاڑی بدلنا پڑی تھی۔ جس کی وجہ سے کافی دیر تک سٹیشن پر قیام کرنا پڑا تھا۔ شاہ صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے بہت سے لوگ اسٹیشن پر جمع تھے۔ دورانِ گفتگو میں شاہ صاحب کو پتہ چلا کہ قادیانیوں نے دہلی میں اپنا جلسہ منعقد کیا ہے۔ لیکن کسی نے بھی ان کے غلط عقائد کی تردید نہیں کی۔ اس وقت دہلی میں دیوبند کے کئی فاضل علماء موجود تھے۔ اگر وہ اپنے فرض کو پہچانتے تو تردید قادیانیت کے سلسلے میں ضرور تقریریں کرتے لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ جب شاہ صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انہیں سخت رنج ہوا اور انھوں نے مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

> ''صرف گالی سننے سے ہی ایک شریف آدمی کی توہین نہیں ہوتی، بلکہ اس کی توہین اس بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مرتبے سے گری ہوئی بات سنے۔''

پھر اس کے بعد بطور دلیل یہ واقعہ سنایا کہ ایک اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے امیر شخص نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں زبرقان شاعر کی شکایت کی کہ اس نے اپنے اشعار میں میری شدید توہین کی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، نے زبرقان سے جواب طلب کیا زبرقان نے کہا یا امیر المؤمنین میں نے تو اپنے اشعار میں ان کی تعریف کی ہے۔ اس کی برائی تو نہیں کی اور پھر امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یہ شعر سنایا۔ رَع المکارم لا ترحل ابغیتھا. ترجمہ (تو کارناموں کو چھوڑ دے) اقعہ نانک انت الطاعم الکاسی. ترجمہ (بیٹھ جا کیونکہ تو کھاتا پیتا آدمی ہے)

حضرت عمر بن الخطاب نے یہ شعر سن کر زبرقان شاعر سے کہا کہ یہ شخص ٹھیک کہتا ہے تو نے اس کی سخت توہین کی ہے۔ ایک شریف آدمی کو اس سے زیادہ اور کیا توہین کہ اچھے کاموں کے حصول کو غریب لوگوں کے ساتھ منتج کر دیا جائے۔

اس واقعہ کو سنانے سے شاہ صاحب کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ دہلی کے علماء نے فرقہ قادیانیت کی تردید کرنے میں غفلت برتی ہے۔ جبکہ ان پر قومی اور مذہبی دونوں نقطہ نظر سے یہ کام کرنا ضروری تھا تو اس سے ان کی عزت واحترام کم ہو گئی۔ (سیرت انور شاہ کاشمیری، مصنفہ عبدالصمد صارم لاہور، صفحہ ۳۰ تا ۳۶ تک)

مقدمہ بہاول پور:

یہ مقدمہ ایک مسلمان عورت نے احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور کی رہنے والی تھی۔ اپنے شوہر کے خلاف دائر کیا تھا اس عورت کا یہ کہنا تھا کہ چونکہ اس کا شوہر مرزائی ہوگیا ہے۔ اس لیے میرا نکاح فسخ ہوگیا ہے اس لیے وہ مذہب اسلام سے خارج ہے اور ایک مذہب اسلام سے خارج آدمی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ یہ مقدمہ کافی دیر سے زیر سماعت تھا۔ ۱۹۳۲ء میں ضروری سمجھا گیا کہ اس مسئلہ پر قادیانی علماء اور غیر قادیانی حضرات سے روشنی ڈالنے کو کہا جائے۔ تاکہ ان کے بیانات کی روشنی میں مقدمہ کو صحیح طور پر فیصلہ کیا جاسکے۔ قادیانیوں نے اس مقدمے کو جیتنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادی تھی۔ جب امام العصر محمد انور شاہ کاشمیریؒ کو اس بات کا علم تو وہ اپنے تلامذہ سمیت بنفس نفیس بہاول پور تشریف لائے۔ کئی روز تک بیانات ہوتے رہے۔ شاہ صاحب نے نہایت مدلل بحث کی اور فرقہ قادیانیت کے ارتداد میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ یہ شاہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی مساعی جمیلہ کا ظہور تھا کہ یہ مقدمہ بحق مدعیہ فیصلہ ہوا۔ اس مقدمے کی تفصیلات مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔ جس میں حافظ محمد خالد لطیف حقانی منزل طوری دروازہ بہاول پور کی کتاب بعنوان ''مقدمہ کتاب بیاناتِ ربانی برارتدادِ فرقہ قادیانی جو عالی جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاول پور کی عدالت میں ہوئے''۔ اسی طرح دوسری کتاب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' جلد دوم میں بھی اس مقدمے کی تفصیلات موجود ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعے سے مزید تفصیل یہ ہے کہ ''یہ مقدمہ ۱۹۲۶ء میں احمد پور شرقیہ کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں یہ مختلف مراحل طے کرکے دربار معلیٰ سے ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت میں پیش ہوا۔ جج نے اس پر کاروائی کرنے سے پہلے دونوں فریقوں سے کہا کہ اس مقدمے کا تعلق چونکہ عقیدۂ ختم نبوت سے ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں طرف کے علماء حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الجامعہ) کی قیادت میں اس مقدمے کی پیروی کررہے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اس عظیم کام کے لیے متحدہ ہندوستان کے نامور علماء کو دعوت نامے بھیجے کہ وہ بہاول پور آکر مدعیہ کی طرف سے عدالت میں بطور گواہ پیش ہوں اور اپنے مؤقف کو دلائل وشواہد سے ثابت کریں۔ چنانچہ شیخ الجامعہ کی دعوت پر ہندوستان کے نامور علماء مدعیہ کی طرف سے شہادت دینے کے لیے بہاول پور تشریف لائے اور عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوکر مرزا کے باطل دعوؤں ی وہ تردید کی کہ مرزائی مبلغ بغلیں جھانکتے رہ گئے۔ اس سلسلے میں جب مولانا غلام محمد گھوٹوی کا خط سید محمد انور شاہ کاشمیری کو ملا تو ان کا رختِ سفر ڈابھیل کے لیے بندھ چکا تھا۔ خط پڑھتے ہی انھوں نے اپنا پروگرام ملتوی کردیا اور اساتذۂ دیوبند سے فرمایا کہ بہاول پور سے حضرت شیخ الجامعہ کا خط میرے نام آیا ہے انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرزائی مقدمے کے سلسلے میں شہادت دینے کے لیے بہاول پور آئیں۔ اب میں ڈابھیل جانے کی بجائے بہاول پور جاؤں گا۔ چنانچہ ضعفِ علالت کے باوجود طویل سفر کرکے اپنے تلامذہ کے ہمراہ بہاول پور پہنچے۔ بہاول پور میں آپ کا قیام ایک ماہ تک رہا اس دوران انھوں نے مدعیہ کی طرف سے عدالت میں ایک مکمل بیان

دیا اور کتاب وسنت کی روشنی میں ختم نبوت کے تمام علمی و دینی پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے نبوت کی وہ تکذیب کی کہ بڑے بڑے علماء مشائخ آپ کے علمی تبحر اور وسعتِ نظر دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ جن علمائے دین نے دینِ اسلام کے ترجمان کی حیثیت سے عدالت میں شہادتیں دیں ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی ۔۲۔ حضرت مولانا محمد حسین کولوتارڑوی ۔۳۔ حضرت مفتی محمد شفیع ۔۴۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن۔۵۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری۔۶۔ حضرت مولانا نجم الحسن۔

فیصلہ مقدمہ:

ریاست بہاول پور پنجاب میں ایک اسلامی ریاست ہے اور اعلیٰ حضرت تاجدارِ عباسی خلد اللہ تعالیٰ اقبالہٗ وملکہ کے آئین میں ہے۔ اس میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔ اس کی منکوحہ مسمات غلام عائشہ نے سنِ بلوغ کو پہنچ کر ۲۴؍ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعوہ دائر کر دیا اور یہ مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ایک دفعہ انتہائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ریاست کی عدالتِ اعلیٰ یعنی دربارِ معلّٰی سے ابتدائی حیثیت میں ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض تحقیقِ شرعی واپس آیا مدعیہ کی طرف سے ہندوستان کے مشہور اکابر علماء کی شہادتیں ہوئیں اور مدعا علیہ کی جانب سے ان شہادتوں کی تردید پر پوری کوشش صرف کی گئی۔ آخر ۷؍ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ ایک مسلمان لڑکی مسماۃ غلام عائشہ بنتِ مولوی الٰہی بخش کا شوہر مسمی عبدالرزاق ولد جان محمد، اسلام سے مرتد مرزائی بن گیا تھا زوجہ کی طرف سے ۲۴؍ جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا گیا کہ مدعیہ اب تک نابالغ رہی ہے، اب عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے۔ مدعا علیہ ناکح مدعیہ نے مذہب اہل سنت والجماعت تبدیل کر کے قادیانی مذہب اختیار کر لیا ہے اور اس وجہ سے وہ مرتد ہو گیا ہے۔ اس کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے باعث مدعیہ اب اس کی منکوحہ نہیں رہی، کیونکہ وہ شرعاً کافر ہو گیا ہے اور بموجب مذہب احکام شرع شریف بوجہ ارتداد مدعا علیہ، مدعیہ مستحق انفراق زوجیت ہے۔ اس لیے ڈگری تنسیخ نکاح بحق مدعیہ صادر کیا جائے اور یہ قرار دیا جائے کہ مدعیہ مرزائی ہو جانے مدعیہ علیہ کے اس کی منکوحہ جائز نہیں رہی اور نکاح بوجہ ارتداد مدعا علیہ قائم نہیں رہا (مقدمہ فیصلہ بہاول پور ص۵ طبع اوّل)

اگرچہ یہ مقدمہ سات سال سے چل رہا تھا اور مدعا علیہ قادیانی بڑے فخر سے اعلانیہ کہتا تھا کہ قادیان کا خزانہ اور منظم جماعت اس کی پشت پر ہے۔ مگر مسلمانوں نے اسے ایک شخص کا مقدمہ سمجھا اور مدعیہ کی مالی امداد کی طرف بھی توجہ نہ کی لیکن ڈسٹرکٹ عدالت نے جو اس مقدمے کی سماعت کے لیے ریاست کے سربراہ نے بطور کمیشن قائم کی تھی۔ فریقین کو اپنے اپنے مسلک کے مستند اور مشاہیر علماء کو بغرض شہادت پیش کرنے کا حکم دیا تو مسلمانانِ بہاول پور کا احساس بیدار ہوا کہ کہیں مدعیہ کی کسمپُرسی و ناداری اسے شہادت شرعی پیش کرنے سے قاصر نہ رکھے۔ چنانچہ انجمن نوید الاسلام بہاول پور نے مدعیہ کی جانب سے اس مقدمہ کی پیروی شروع کی۔ بالآخر دو سال کی کامل تحقیق و تنقیح کے بعد ۷؍۲؍۱۹۳۵ء کو عالی جناب محمد

اکبر ڈسٹرکٹ جج بہاول پور اس مقدمہ کے تاریخی فیصلہ مدعیہ کے حق میں صادر کرتے ہوئے قرار دیا کہ ''مدعیہ کی جانب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کاذب مدعی نبوت ہیں، اس لیے مدعا علیہ (عبدالرزاق قادیانی) بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے۔ لہٰذا ڈگری مضمون بحق مدعیہ جاری کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعیہ علیہ سے لینے کی حقدار ہوگی۔ (فیصلہ مقدمہ بہاول پور ص ۱۴۹)

تاریخی مقدمہ:

یہ ایک مسلمان ریاست کے مسلمان جج کا تاریخی فیصلہ تھا جو اسلام اور قادیانیت کی پوری تحقیق کے بعد صادر کیا گیا اور پھر ایک ایسی عدالت کی جانب سے تھا جس کی حیثیت عدالت خاص کی تھی۔ اس لیے یہ فیصلہ آئندہ کے لیے نشانِ راہ ثابت ہوا اور الحمد للہ اس قسم کے تمام فیصلے اسی کے مطابق ہوئے۔ حضرات اکابر دیو بند اس مقدمے میں جو کارنامہ سرانجام دیا۔ اس کا تعارف کراتے ہوئے ابو العباس محمد صادق نعمانی جن کی وساطت سے یہ فیصلہ صادر ہوا تحریر فرماتے ہیں

''مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لیے شیخ الاسلام مولانا انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت سید مرتضٰی حسن چاند پوری، حضرت مولانا نجم الدین، پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور، حضرت مولانا محمد شفیع مفتی دارالعلوم دیو بند پیش ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی تشریف آوری تمام ہندوستان کی توجہ کے لیے جذبِ مقناطیسی کا کام کیا۔ اسلامی ہند میں اس مقدمے کو غیر فانی شہرت حاصل ہوگئی۔ حضراتِ علماء کرام نے اپنی اپنی شہادتوں میں علم و عرفان کے دریا بہادیئے اور فرقۂ ضالہ کا کفر روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا اور فریق مخالف کی جرح کے نہایت مسکت جواب دیئے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ اپنی شہادت میں ایمان، کفر زندقہ، ارتداد، ختم نبوت، اجماع تواتر، متواترات کے اقسام، وحی، کشف، الہام کی ایسے تعریفات اور ایسے اصول وقواعد بیان کیے جن کے مطالعے سے ہر ایک انسان علی وجہ البصیرت بُطلان مرزائیت کا یقین کامل حاصل کرسکتا ہے۔ پھر فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی مقدمہ کی پیروی اور شہادت پر جرح کرنے اور قادیانی دجل و تبذیر کو آشکارا کرنے کے لیے شہرۂ آفاق مناظر حضرت مولانا ابوالوفا صاحب نعمانی شاہجہان پوری تشریف لائے۔ مولانا موصوف مختار مدعیہ ہوکر تقریباً ڈیڑھ سال مقدمے کی پیروی فرماتے رہے۔ فریق ثانی کی شہادت پر باطل شکن جرح فرمائی جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل وفریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کر کے فرقہ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد آشکارا کردیا۔ فریقین کی شہادت ختم ہونے کے بعد مولانا موصوف نے مقدمہ زیر بحث کی اور فریقِ ثانی کی تحریری بحث کا تحریری جواب الجواب نہایت مفصل اور جامع پیش کیا۔ (مقدمہ بہاول پور)

[جاری ہے]

☆☆☆

چوب دار

محمد حامد سراج

جنبش مکن......ہوشیار باش......نگاہ رُوبرو......!

شہنشاہِ معظم تشریف لاتے ہیں......!

اُس نے چاروں اور دیکھا۔ خالی محل بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ دور تلک غلام گردشوں میں بھی کوئی متنفس نہیں تھا۔ جب کوئی بھی نہیں ہے تو یہ پکار کیسی ہے......؟ کون ہے جس کی آمد کی اطلاع ویران اور سونے محل میں گردش کر رہی ہے۔ میری بینائی کے آئینوں میں کوئی ایسی گرد تو نہیں جم گئی کہ مجھ یہ سب نظر نہیں آ رہا اور سارے منظر موجود ہیں......

کیا میں ہی تو شہنشاہِ معظم نہیں......؟

نہیں نہیں، وہ قہقہہ پھینک کے ہنسا......بہت دیر اُسے اپنے قہقہے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ اُس نے اپنے وجود پر ایک نظر ڈالی۔ کیا میں زمین کا آخری انسان ہوں......؟ کیا میں انسان بھی ہوں کہ نہیں۔ یہ جو زمین سے نسلِ آدم معدوم ہو گئی ہے......کیا میں نے اس نسل کو نابود کر ڈالا ہے۔ اربوں انسان کیا اک میرے اشارے پر سلائے جاتے رہے......

اُس نے غور سے دیکھا، زمین کا رنگ سرخ تھا۔

جس زمین پر میں پیدا ہوا تھا وہ تو خاکستری رنگ کی تھی۔ اُس پر نیلے اور سبز رنگ کی بہار اُس کا حسن تھی۔

یہ زمین...... یہ سرخ کیوں ہے۔ نہیں نہیں......اتنا خون نہیں بہایا گیا۔ بھلا ایسا ممکن ہی کہاں ہے......؟

میں نے اتنے انسانوں کے قتل کا حکم تو جاری نہیں کیا تھا۔ میں نے تو صرف زمین کے کچھ ٹکڑوں پر امن قائم کرنے کے لیے نیزہ بردار، آہن پوش، تلوار بکف بھیجے تھے۔ وقت کے ساتھ لوہے کو میں نے اُڑان اس لیے تو نہیں دی تھی کہ وہ بارود برساتا پھرے......

جنبش مکن......ہوشیار باش......نگاہ رُوبرو......!

شہنشاہِ معظم تشریف لاتے ہیں......!

اُس نے دم سادھ لیا۔ اِدھر اُدھر پھر نگاہ ڈالی۔ ایک کونے سے اُسے سرسراہٹ سی سنائی دی۔ اُس نے نگاہ مرکوز رکھی۔ آواز لحہ بہ لحہ قریب آ رہی تھی۔ کیا شہنشاہِ معظم سے قبل کوئی دستہ ان کی پذیرائی کو نمودار ہوا چاہتا ہے۔ سرسراہٹ جب

قریب آئی تو اسے ہیولے سے نظر آئے، شاید محل کی قندیلیں بجھ گئی تھیں۔ اُس نے ہیولوں کو غور سے دیکھا۔ وہ انسان ہرگز نہیں تھے۔ غلام گردش کے ایک ستون کے پیچھے کھڑا وہ ہیولوں کو پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ ان سب کے سر نہیں تھے لیکن آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

''ہمیں اپنے سر ساتھ لے کے چلنا چاہیے تھا۔''

''کیا فائدہ......؟''

''بغیر سر کے ہم کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکیں گے۔''

''اچھا ہے ہم اپنے سر چھوڑ آئے ہیں......جس نسلِ انسانی کے دھڑ پر سر تھے، اس کے غلط استعمال سے وہ اندھے فیصلے کرتے چلے گئے اور آخر ان کی نسل معدوم ہوگئی۔ اب ایک بھی ''سر'' والا انسان زمین پر نہیں ہے۔''

''کیا ان کی آنکھیں بھی نہیں تھیں......؟''

''آنکھیں......؟''

آنکھیں خون کے منظر دیکھتے دیکھتے ایک دن خون بن کے بہہ گئیں۔

چپ چاپ چلتے رہو۔

غلام گردشوں کے ستون کے پیچھے کھڑے شخص نے اپنا سر ٹٹولا۔ وہ سلامت تھا۔ میں یقینی آخری انسان ہوں۔

جب ہیولے نظروں سے اوجھل ہوگئے تو اُس نے محل کے اس کمرے کی طرف قدم بڑھائے جو شہنشاہِ معظم کی ذاتی آرام گاہ تھی۔

اوہ......میں تو خود شہنشاہِ معظم ہوں۔

میں اس کمرے میں داخل ہو سکتا ہوں......میری کنیزیں......؟ ملکہ......؟ سب موجود ہوں گی کیا......؟ لیکن جو دستہ شورش کے دبانے کو میں نے بھیجا تھا، اس کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی، مجھے تھوڑی دیر آرام کرنا چاہیے لیکن کیا میں سچ مچ زمین پر تنہا رہ گیا ہوں......؟ کاش میں نے لاکھوں انسانوں کے قتل احکام جاری نہ کیے ہوتے......؟

وہ سوچ کی گہری وادی وقت کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ وقت جس نے اس کے چیتھڑے اڑا دیئے تھے اور وہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھنا بھول گیا تھا۔ جو حکمران وقت کی نبض پر ہاتھ رکھنا بھول جاتے ہیں وہ اپنی قوم سمیت اندھیروں میں دھکیل دیے جاتے ہیں۔ اسے تو اپنی صدی کا نام بھی بھول گیا تھا کہ میں کس صدی میں فراعین کا نمائندہ رہا۔ اس نے صدیوں کو انگلیوں پر شمار کرنے کی کوشش کی لیکن گنتی بھول گیا۔ اس نے چاروں اور دیکھا، صدیاں الٹی لٹکی ہوئی تھیں......

یہ کیا......؟

ان صدیوں کو کس نے الٹا لٹکا دیا۔

صدیاں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں......

شاید میری کھوپڑی الٹ گئی ہے۔

اُس نے اپنے سر کوٹٹولا......سر اُسے دھڑ سے بڑا محسوس ہوا......

''ہیں......'' ''یہ میرے سر میں کون سما گیا ہے......؟'' ''میرا سر اتنے حجم کا تو نہیں تھا......؟''

میں کہاں جاؤں کیا کروں......؟ کس کو آواز دوں......؟

اس نے اپنی ذاتی آرام گاہ کی طرف قدم بڑھائے لیکن زمین نے اس کے پاؤں میں کیلیں گاڑ دیں......

یہ کون سی عبادت گاہ ہے......؟ کیا اسے میں نے مسمار کرایا تھا۔ میری آرام گاہ کہاں ہے......؟

زمین......؟

زمین کو تو میں نے ادھیڑ کر رکھ دیا......

اوہ ...... یہ میرے سر کا حجم جو اتنا بڑھ گیا ہے...... یہ وہ عبادت گزار لوگ ہیں جنھیں میں نے عبادت گاہوں سمیت ابدی نیند سلا دیا......

یہ مجھے چین نہیں لینے دیں گے......

یہ میری روح کی دھجیاں اڑا دیں گے۔

مجھے اپنی آرام گاہ میں پناہ لینا چاہیے......!

لیکن میرے چوب دار کہاں ہیں......؟

اچھا اچھا۔ اپنی زمین کا چوب دار تو میں خود ہوں......

لیکن میں اکیلا......؟

جب وہ آرام گاہ میں داخل ہوا تو انسانی لاشوں سے آرام گاہ اٹی تھی......

تعفن سے اُس کی سانس رک گئی۔ وہ پلٹنے کو تھا کہ پھر آواز آئی۔

جنبش مکن......ہوشیار باش......نگاہ رُوبرو......!

شہنشاہِ معظم تشریف لاتے ہیں......!

میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں شہنشاہِ معظم

میں تاریخ ہوں۔ میں وقت ہوں۔ میں آئینہ ہوں......آئینہ......؟

یہ آئینے میں اتنی خراشیں...... یہ کون ہے جس نے تاریخ کو اپنے نوکیلے ناخنوں سے بگاڑ کے رکھ دیا ہے......اس نے زور سے تالی بجائی......

مجرموں کو حاضر کیا جائے۔

وہ خود اپنی عدالت میں کھڑا تھا۔

لاشوں پر پاؤں دھرتا وہ اس الماری کی طرف بڑھا جس میں اس نے آخری معرکے کے دوران اپنے آپ کو سنبھال کے رکھ دیا تھا......

یہ میں الماری سے باہر کب آیا......؟

ایک دستاویز تھی......نا۔جس میں سارے فیصلے درج تھے......اس نے الماری کا منقش پٹ کھولا......دستاویز موجود تھی لیکن وہ اتنی بوسیدہ کرم خوردہ ہو چکی تھی کہ اسے کھولنا مشکل تھا۔اس نے ہمت کر کے اسے اٹھایا۔چرمی جلد پر جو نقشہ کھدا ہوا تھا اس میں سرخ لکیریں روشن تھیں......!

اندر کہیں نقشے میں اسے ایک کوّا نظر آیا جو زمین کھود رہا تھا۔زمین کا وہ ٹکڑا اس کی پہچان سے باہر تھا۔کوّا مسلسل اپنا کام کیے جا رہا تھا۔اگر یہ ہابیل قابیل کا عہد ہے تو کوّے کو ایک قبر کھودنا چاہیے تھی لیکن یہ کیا۔قطار میں بہت سی قبریں کُھدی ہوئی تھیں۔ایک کوّا کائیں کائیں کر رہا تھا اور چہار اطراف سے کوّے آ کر قبریں کھودنے میں مصروف تھے۔یہ کوّوں نے کس کو دفن کرنا ہے۔اتنی لاشیں کہاں سے لائی جائیں گی......؟ زمین پر نسلِ آدم تو معدوم ہو چکی ہے......کیا کوئی پرانا منظر میرے ذہن کے پردے پر تو نہیں چل رہا......!

وہی مخلوق جو اس نے محل میں سے گزرتی دیکھی تھی جن کے دھڑ پر سر نہیں تھے وہ لاشیں اٹھائے ان گڑھوں کی جانب بڑھ رہے تھے۔لاشیں جلی ہوئی اور مسخ شدہ تھیں۔وہ اپنی پہچان کھو چکی تھیں۔ان کو رونے والے بھی رو رو کر اپنی بینائیاں مٹی میں رول چکے تھے اور کوّے تھے کہ مسلسل آسمان پر منڈلا رہے تھے۔وہ سارے کالے تھے۔اس نے دور تک نگاہ کی، کوّوں کے علاوہ اسے اور کوئی پرندہ نظر نہیں آیا۔گدھ تو ہونا چاہیے تھے۔یہ اتنے کوّے......؟ کیسا معمہ ہے......؟

وہ ایک پتھریلے ٹیلے پر بیٹھا یہ منظر دیکھ رہا تھا......!

گدھ ابھی تک نہیں آئے......اتنی لاشیں ہم کیسے ٹھکانے لگائیں......؟ سردار کوّے نے متفکر ہو کر سوال کیا۔

سردار! ہلاکو اور چنگیز خان نے انسانی کھوپڑیوں کے جو مینار تعمیر کیے ہیں گدھ وہاں مصروف ہیں۔کوئی ایک پارٹی تو اُدھر آ نکلی ہوتی......

کہیں کوئی نہ کوئی طالع آزما اپنی طاقت دکھا رہا ہے، کچھ گدھ مصروف ہیں لیکن گدھ تو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں تھے۔

سردار! انسانی لاشیں بھی تو ان گنت ہیں، ہر درخت کے ساتھ کوئی نہ کوئی درخت کا حصہ بن کے لٹکا ہے۔کنویں انسانی لاشوں سے اَٹے پڑے ہیں۔وہ جو آدھی دنیا فتح کرنے نکلا اس نے کشتوں کے پشتے لگا دیے ہیں۔

دو عظیم جنگوں میں لاکھوں انسانوں کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔ دنیا بچانے کا جھانسا دے کر ایک آہن پوش نے ایسے بم گرائے جو لاکھوں انسانوں کو نگل گئے۔ وہاں آج بھی نسلیں اپاہج پیدا ہوتی ہیں، زمین روٹھ گئی ہے۔ وہ سبزہ نہیں اگاتی۔ وہاں ہر سال درد سر اٹھاتا ہے جو ہر آنے والی نسل کو رُلاتا ہے۔

یہ انسان بدترین جانور ہے۔

تو کیا ان جنگوں میں گدھ بھی مارے گئے......؟

جی سردار......

اس نے خوف سے دوسرا ورق الٹا......

الٹی لٹکتی صدی اس کے حلق میں مچھلی کا کانٹا بن گئی۔

یہ کوّے کیسی باتیں کر رہے ہیں......؟

یہ کون سی صدی ہے جس میں لوہے کو میں نے اڑان دی تھی......

یہ بارودی پرندے کیوں منڈلا رہے ہیں......؟

یہ کیسے تیر ہیں جو آگ اور بارود کی لپک لیے ہزاروں میل لمحوں میں طے کر رہے ہیں......؟

کوّے باتیں کر رہے تھے۔

وہ باتیں سن رہا تھا۔

ہم پرندوں کی کسی بھی نسل اور قوم نے ایسا خونی کھیل زمین پر نہیں کھیلا۔

وہ اپنے سر کو تھامے سوچ رہا تھا اور......ایک کوّا اپنے سردار سے پوچھ رہا تھا۔

جب انسان کا وجود ہی مٹ گیا ہے تو پھر ان قبروں میں کسے سلایا جائے گا......؟

ایک شخص باقی ہے، ڈر ہے اس سے نسل چل نکلی تو یہ پھر زمین پر لہولہو کھیلیں گے۔ یہ ان کا من بھاتا کھیل ہے۔ قبروں کا تیار رہنا ضروری ہے۔ پہلی قبر بھی ہم نے کھودی تھی، لگتا ہے آخری بھی ہمیں ہی کھودنی پڑے گی......

کیا پرندوں اور جانوروں کی ایک کانفرنس نہ بلالی جائے......؟ سردار کی گرجدار آواز نے فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔

وہ کس لیے سردار......؟

شیر لاکھوں کروڑوں سال سے جنگل پر حکومت کر رہا ہے۔ اب کسی اور کو بادشاہ کی مسند پر بٹھایا جائے۔

سردار یہ ظلم نہ ڈھائیں......!

اس میں ظلم کی کون سی بات ہے۔

سردار ہم نے انسانوں سے یہ سبق سیکھا ہے ۔ جب وہ نیا بادشاہ لاتے ہیں تو اکثر پہلے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

تو کیا اسی لیے زمین کا رنگ سرخ ہے۔

جی سردار......

لیکن شیر کو کیا حق ہے کہ وہ ہم پر حکومت کرے......؟

سردار...... آپ اس منطق میں نہ پڑیں۔

وہ تو ٹھیک ہے۔ اچھا چلو جاؤ...... اپنا کام کرو، قبریں کھودو......!

چرمی دستاویز موجود تھی لیکن وہ اتنی بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو چکی تھی کہ اسے کھولنا مشکل تھا۔ اس نے ہمت کر کے اسے اٹھایا۔ چرمی جلد پر جو نقشہ کھدا ہوا تھا، اس میں سرخ لکیریں روشن تھیں......!

تو کیا یہ ساری قبریں میرے لیے کھودی جا رہی ہیں......؟

مجھے کسی اور جزیرے پر نقل مکانی کر لینا چاہیے۔

بوسیدہ اور کرم خوردہ کتاب کے ایک ورق کو اس نے الٹا۔

ساری صدیاں الٹی لٹکی ہوئی تھیں۔ اسے الجھن نے آن گھیرا۔ یہ صدیوں کو کس نے وقت کی سولی پر الٹا لٹکا دیا ہے۔

الٹی لٹکتی صدیوں کی تاریخ پڑھنا اتنا آسان نہ تھا۔ اس نے چند لاشیں گھسیٹ کر ایک طرف کیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور تاریخ میں سے وہ منظر تلاش کرنے لگا جن میں کوئی پگڈنڈی سرخ رنگ سے نہ بنائی گئی ہو۔ ایسے منظر اسے نظر ضرور آئے لیکن متقابل لکیریں جو سرخ رنگ سے کھینچی گئی تھیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ زمین پر ہر صدی میں کوئی نہ کوئی خطہ ایسا تھا جہاں خون کا کھیل کھیلا جاتا رہا، اسے اپنی پہچان ہو جاتی تو پھر وہ سارے ٹکڑے ملا کر کوئی نتیجہ نکال لیتا۔ وہ خود بھی تو اپنی پہچان کھو بیٹھا تھا۔ ایک تازہ لہو سے تر بتر صفحہ اس نے کھولا......

خون اتنا تھا کہ صدی کو وہ پہچان نہ پایا۔

صفحے کی ہیئت ہی عجیب سی تھی۔ اس پر جو تصویریں نمایاں تھیں۔ ان میں ایک انسان قینچی سے درختوں کے سبز پتے کاٹتا چلا جا رہا تھا۔ آکسیجن کی کمی سے اس کا دم گھٹنے لگا، لیکن وہ تصاویر کو غور سے دیکھتا رہا۔ لوگ بارود بیچتے پھر رہے تھے۔ بازاروں میں بارود کی دکانیں سجی تھیں۔ ایسے ایسے ہتھیار رکھے تھے کہ وہ مبہوت کھڑا انھیں دیکھتا رہا۔ بازار کے آخری سرے پر جب وہ پہنچا تو سامنے تا حدِ نظر میدان تھا۔ میدان میں لاکھوں جہاز کھڑے تھے جیسے بچوں کے کھلونوں کی دکان سجائی گئی ہو۔

اس نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ اس شہرِ بارود میں گھوم کے دیکھا جائے۔ ایسا بارود جو زمین سے آکسیجن کھینچ لے۔ سانس لینے والے مر جائیں لیکن سامان کا نقصان نہ ہو...... وہ چلتا رہا...... کچھ عجیب الخلقت لوگ جو انسان ہرگز نہ تھے اسے ایک سمت جاتے دکھائی دیے۔ وہ ان کے پیچھے چلتا رہا۔ جانے انھوں نے کتنا سفر طے کیا جب وہ سمندر کنارے پہنچے تو اپنے جیسی مخلوق سے ہاتھ ملایا اور سمندر میں اتر گئے۔ سمندر کے سینے پر اس نے دیکھا لوہے کا طویل تختہ بچھا تھا اور اس پر تختے پر سیکڑوں جنگی جہاز کھڑے تھے۔ اس نے سمندر میں پاؤں رکھا، پانی نے اسے رستہ دیا، پانی میں تاحدِ نظر بارودی جہاز اور وہی مخلوق بارود سے لیس گھوم رہی تھی......

لگتا تھا خشکی اور تری پر صرف اِنہی کی حکومت ہے

جنبش مکن...... کسی نے اسے آواز دی

زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے

یہ ہم ہیں...... کمزور اقوام کی لاشوں سے ناشتہ ہمارا مرغوب مشغلہ ہے

اس نے سوال کیا

اتنے جہاز......؟ اتنا بارود......؟

تمہیں یہ حق کس نے دیا ہے کہ ہم سے سوال کرو......؟

لاکھوں لوگوں پر بارود برسا کر انھیں موت کی نیند سلا دیتے ہو، کیا یہ ظلم نہیں ہے......؟

ہاہاہاہا...... ظلم۔ ہم انصاف قائم کرتے ہیں تاکہ زمین پر امن ہو

یہ کیسا امن ہے......؟

اب زمین پر، پانی ہو کہ خشکی، دریا ہوں کہ پہاڑ صرف ہمارا سکہ چلتا ہے......

تمہارے سکوں کا رنگ سرخ ہے

یہ کون گستاخ ہے......؟

اسی زمین کی باقیات سے ہے......

ہم نے تو چپے چپے پر بارود بچھا دیا ہے......؟

غلطی سے ایک خطہ رہ گیا ہے

ایک لاکھ جہاز جو بغیر پائلٹ کے پرواز کرتے ہیں فوری روانہ کر دیئے جائیں۔

ساری صدیاں الٹی لٹکی ہوئی تھیں۔

اس نے کتاب ایک طرف پھینکی اور گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھ گیا۔ ایسی خون آشام کتاب......؟

اس نے بارِ دگر اپنے اردگرد ہیولے دیکھے۔ یہ ان ہیولوں سے مختلف تھے جو اس نے غلام گردش سے گزرتے دیکھے تھے۔

ہم سیاہ فام ہیں۔ تم نے ہمارا ورق تو پلٹ کے دیکھا ہوتا کہ ہم پر کیسے کیسے ستم ڈھائے گئے۔ ہم...... ہمارا کوئی نام نہیں...... جو ہم پر گزری کیا چشمِ فلک نے ایسا نظارہ دیکھا ہوگا کبھی نہیں......!

ہیولوں میں ایسے بھی تھے جن کے وجود ہڈیوں کا پنجر تھے ہم نے اہرامِ مصر تعمیر کیے ہیں۔ ہماری کمریں ادھڑ گئی ہیں۔

ہمارا قصور صرف اتنا تھا کہ ہماری زمینوں میں تیل کی نہریں بہتی تھیں۔ اب دور تک دیکھو صرف خون کی نہریں بہتی ہیں۔ ایک بوڑھے شخص نے عبا سمیٹتے ہوئے کہا......!

وہ اپنی آرام گاہ سے نکل آیا......

جنبش مکن...... ہوشیار باش...... نگاہ رُوبرو......!

شہنشاہِ معظم تشریف لاتے ہیں......!

وہ زمین کی سرحد سے نکل جانا چاہتا تھا۔

جنبش مکن کی آواز اس کی یادداشت پر دستک دے رہی تھی۔ اس کے حواس پلٹ رہے تھے...... اسے وہ لمحہ یاد آیا جب زمین کے کنارے پر کھڑے ہو کر اس نے زمین پر حکومت کرنے کا خواب دیکھا تھا۔ انسانوں کو محکوم بنانے کے لیے اس نے اپنی صدیوں کی ایجادات پر ایک نظر ڈالی۔ اس نے اپنے ہی ہاتھوں زمین کا رنگ بدل ڈالا تھا۔ اب کہیں کوئی متنفس نہ تھا جس پر وہ حکومت کرتا۔

وہ اپنے آپ کو پکارتا پھر رہا تھا......

جنبش مکن...... ہوشیار باش...... نگاہ رُوبرو......!

شہنشاہِ معظم تشریف لاتے ہیں......!

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

- صدارت چھوڑنے کے بعد کتاب لکھوں گا۔(بش)

اور عنوان ہوگا ”پاپوش کہانی“

- مانتا ہوں میرے دور میں سنگین غلطیاں ہوئیں۔(مشرف)

اُس وقت تو آپ کہتے تھے ”میں اللہ میاں کی اتھارٹی ہوں“

- پاکستان ممبئی حملوں میں ملوث نہیں۔(ڈیوڈ ملی بینڈ کا اعلان)

ڈیوڈ نے ملی بینڈ بجادیا۔

- سرکاری جلسوں میں پٹواری اور پولیس والے آتے ہیں۔(پرویز الٰہی)

آپ کی سرکار مدار میں تو آسمان سے ”فرشتے“ اتر کر آتے تھے

- پاکستان بھیڑ ہے اور امریکہ چرواہا۔(کونڈ ولیزا رائس)

چرواہا نہیں، بھیڑیا

- ممبئی حملوں میں پاکستان ہی کا ہاتھ ہے۔(سلمان رشدی)

آرزو ہے کہ تو یہاں آئے
پھر بتائیں تجھے ہاتھ کس کا ہے ؟

- گدی نشین نے بہشتی دروازہ کھول دیا۔(ایک خبر)

اور ”بہشتی“ کا ایک معنیٰ ہے......سقّا، ماشکی، واٹر مین!

- شیخ رشید ایک ہی ملاقات میں مشرف بہ زرداری ہوگئے۔(جاوید ہاشمی)

کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے
ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے

- شکاگو میں مشرف کے خلاف جوتا برداروں کا مظاہرہ۔(ایک خبر)

ہاتھ اٹھاتے نہیں نظروں سے گرا دیتے ہیں
بش مش ہو تو جوتوں کی سزا دیتے ہیں

- انتہا پسندوں کی طرف سے مسلسل قتل کی دھمکیاں۔(متنازعہ مصنفہ تسلیمہ نسرین)

ہور چوپو گئے!

- پارٹی قیادت ایسے ہاتھوں میں گئی جو خود ڈوبی، ہمیں بھی ڈبویا۔(چودھری شجاعت)

کب کھلا تجھ پہ یہ راز، آج سے پہلے کہ بعد؟

- وفاقی وزراء کی رہائش گاہیں لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ۔(ایک خبر)

صرف لوڈ شیڈنگ نہیں اور بھی بہت سے استثناءات ہیں!

- بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم نہیں کر سکتے، عوام صبر کریں۔(راجہ پرویز اشرف)

''یا کراس کر، یا برداشت کر''

- صدر زرداری نے رچرڈ باؤچر کو ہلالِ قائداعظم عطا کیا۔(ایک خبر)

کیا باؤچر کو ڈرون حملے کرانے کے اعتراف میں ایوارڈ دیا۔(اپوزیشن)

- جمہوری جدوجہد کرنے پر شیری رحمٰن کے لیے ''ڈیموکریسی ہیرو'' ایوارڈ۔(ایک خبر)

''بیوروکریسی ہیرو'' رحمٰن ملک کو بھی ایوارڈ دیا جائے۔

- اسامہ بن لادن کو مردہ یا زندہ گرفتار دیکھنے کی حسرت ہے۔(ڈک چینی)

ایک بار دیکھا ہے، دوسری بار دیکھنے کی حسرت ہے

- جسٹس افتخار کی بحالی مسلم لیگ ن کا ذاتی معاملہ ہے۔(یوسف رضا گیلانی)

ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں؟

- پرویز مشرف کے خلاف انوکھا احتجاج، نیویارک میں پرانے جوتے جمع کرنے کی مہم (ایک خبر)

ج۔س۔م۔ف (جوتوں سے مرمت فرمائیں)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری

● **تذکرۂ قراء کرام**　　مؤلف: قاری مشتاق احمد بالاکوٹی

ضخامت: ۶۴ صفحات　قیمت: درج نہیں　　ناشر و ملنے کا پتا: ۸۵۲/آر، بلاک ۱۹، النور سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا، کراچی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً**۔ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ قرآنِ مجسم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

''اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَاَهْلِ الْفِسْقِ''

(رواہ مالک والنسائی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج ۲، ص ۶۵)

ترجمہ: ''قرآن کریم کو عرب کی آواز اور لہجے میں پڑھو، اہل کتاب اور فساق کے لہجے سے بچو۔''

گویا قرآن کریم کو حسنِ صوت، حسنِ ترتیل، حسنِ قرأت اور حسنِ تجوید کے ساتھ پڑھنا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے۔ قرآن کریم دنیا میں تمام کتابوں کے مقابلے میں واحد کتاب ہے۔ جسے اس کے نزول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں تجوید و قرأت اور حسنِ صوت کے ساتھ تلاوت کیا جا تا رہا ہے۔ اگر چہ حسنِ مجسم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم کو حسنِ ترتیل و قرأت کے ساتھ ہی تلاوت فرماتے لیکن حضرت ابی ابن کعب اس صفت میں تمام صحابہ سے ممتاز تھے۔

محترم قاری مشتاق احمد بالاکوٹی (نگران شعبہ تجوید جامعہ احتشامیہ، کراچی) نے اپنے مختصر رسالہ میں حجازِ مقدس اور عالم عرب کے سولہ جیّد قراء، ائمہ حرمین شریفین، پاک و ہند کے چودہ قراء کرام کا اجمالی تعارف و تذکرہ پیش کیا ہے۔ قراء سبعہ اور ان کی رواۃ، احادیثِ الٰہیہ اور قرا اٗتِ شاذہ پر مختصر معلومات ہیں۔ آخر میں تجوید و قرأت کی ۱۴۸ کتب کی ایک جامع اور مفید ترین فہرست ہے جسے مولانا محمد صدیق ارکانی نے بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ تجوید و قرأت کا ذوق و شوق رکھنے والے طلباء کے لیے یہ ایک خوبصورت اور جامع رسالہ ہے۔

● **شاہ ولی اللہؒ سے امام عبیداللہ سندھیؒ تک**　　مؤلف: پیرزادہ میاں ظہیر الحق دین پوریؒ

ترتیب: مبشر عرفات دین پوری　　ضخامت: ۲۰۰ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتا: جامعہ امام عبیداللہ سندھیؒ، ظہیر ٹاؤن، خان پور (ضلع رحیم یار خان)

امام شاہ ولی اللہؒ ہندوستان میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کرنے والے علماء حق کے سرخیل تھے۔ ان کے پورے

خاندان نے قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں بے مثال خدمات انجام دیں۔ شاہ ولی اللہؒ کی علمی وفکری اور دینی وانقلابی جدوجہد کا دائرہ ہندوستان، افغانستان، روس اور وسطی ایشیا کی ریاستوں تک پھیلا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ملکوں میں آج بھی اگر کوئی اسلامی تحریک سرگرم ہے تو اُس کا رشتۂ ماضی شاہ ولی اللہ اور اُن کے خاندان سے جا ملتا ہے۔

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، قافلۂ ولی اللّٰہی کی ایک جلیل القدر شخصیت ہیں۔ انھوں نے ملکی، بین الاقوامی سیاسی مسائل خصوصاً معاشی اور سماجی مسائل کا حل فکرِ ولی اللّٰہی کی روشنی میں جس طرح پیش کیا وہ اس میں یکتا ہیں۔

میاں ظہیر الحق دین پوری رحمہ اللہ، حضرت سندھیؒ کے نواسے ہیں اور مبشر عرفات، میاں ظہیر الحق صاحب کے لائق پوتے ہیں۔ میاں ظہیر الحق صاحب نے حضرت سندھی سے متعلق بعض قیمتی یادداشتیں مرتب کر کے اپنی زندگی میں شائع کی تھیں۔ اب نئی ترتیب واضافے کے ساتھ اُن کے پوتے مبشر عرفات نے دوبارہ شائع کی ہیں۔ حضرت سندھی کی یادداشتیں اُن کی سرگزشتِ کابل اور سیاسی تحریک سے ماخوذ ہیں جبکہ آپ کی شخصیت پر لکھے گئے مضامین میں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ حضرت سندھی کے مختصر احوال، خودنوشت وصیت، خاندان کا شجرہ، اُن کے شیوخ اور معروف تلامذہ کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

● **معارفِ مفتی اعظم**　　مرتب: پروفیسر قاری بشیر حسین حامد

ضخامت: ۳۰۰ صفحات　قیمت: ۲۳۰ روپے　ناشر: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ دینی، علمی اور روحانی حلقوں میں بڑی قدآور شخصیت ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز اور ذوق ومزاج میں انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے ایک عظیم انسان تھے۔ اُن کی تفسیر ''معارف القرآن'' کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قبولیت عطاء فرمائی۔ اس کے علاوہ حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر عصری مسائل پر اُن کی عالمانہ تحریریں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے قیمتی اثاثہ ہیں۔ حضرت مفتی اعظمؒ کی شخصیت اور خدمات پر بہت کام ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

محترم پروفیسر بشیر حسین حامد نے مختلف اکابر کی روایات سے حضرت مفتی اعظمؒ کی مجالس کے ارشادات و ملفوظات کو نہایت اعلیٰ سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ کتاب کا دیباچہ مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے اور فاضل مرتب نے کتاب کے شروع میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے مختصر احوال بھی درج فرمائے ہیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ، مفتی عبدالرؤف، مولانا عبدالقادر کبیر والوی، مولانا سحبان محمود اور ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کے علاوہ دیگر کئی اہل علم کی روایت سے حضرت مفتی اعظم کے ملفوظات جمع کیے گئے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک نادر علمی وروحانی تحفہ ہے۔ جس پر فاضل مرتب اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ادارہ

اخبار الاحرار

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا لاہور میں علماء کنونشن:

لاہور (۲۸ر دسمبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے زیر اہتمام ''تحریک ختم نبوت علماء کنونشن'' نے پاکستان کے دفاع اور سالمیت کے لیے مکمل یک جہتی کا اعلان کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ دفاع پاکستان کے حوالے سے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور پاکستان کو اس کے نظریاتی تشخص سے محروم کرنے کی کوشش کرنے والی لابیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔

کنونشن کے مقررین نے کہا کہ پاکستان کے اسلامی تشخص اور قوم کی فکری وحدت ہی پاکستان کے دفاع اور استحکام کی ضمانت ہے اور اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ہمدرد کانفرنس سنٹر لاہور میں منعقد ہونے والے کنونشن کی صدارت مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا فضل رحیم نے کی جبکہ جمعیت علماء اسلام کے رہنماء حافظ حسین احمد، اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر لیاقت بلوچ اور ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، جمعیت علماء اسلام (نورانی) کے قاری زوار بہادر اور مولانا شبیر احمد ہاشمی، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مرکزی کنوینر عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق) کے مولانا مخدوم منظور احمد اور مولانا عبدالرؤف فاروقی، تحریک انصاف کے مرکزی نائب صدر اعجاز احمد چودھری، جمعیت علماء اسلام (سینئرز) پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا حق نواز خالد، جسٹس (ر) میاں نذیر اختر، خاکسار تحریک کے قائد حمید الدین المشرقی، محمد متین خالد، تنظیم اسلامی کے مرزا محمد ایوب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مولانا انوار الحق، اسلامی تحریک طلباء کے غلام عباس صدیقی، ورلڈ اسلامک فورم لندن کے فیاض عادل فاروقی، مجلس احرار اسلام کے مولانا محمد مغیرہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا جبکہ مولانا محبّ النبی، پیر سیف اللہ خالد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد رفیق وجھوی، حافظ شمس الرحمٰن معاویہ، امیر العظیم، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور کئی دیگر رہنماء سٹیج پر موجود تھے۔

حافظ حسین احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی سامراج کے ایماء پر جہاد کی تنسیخ کا اعلان کیا قادیانیوں کا وجود جہاد کی نفی ہے جبکہ پرویز مشرف جو پاک فوج کا سربراہ بھی تھا اور فوج کا ماٹو جہاد ہے۔ اس پرویز مشرف نے جہاد کی نفی کی اور منکرین جہاد اور منکرین ختم نبوت کو پنپنے کے مواقع فراہم کیے۔ انھوں نے کہا کہ صدر زرداری نے کہا ہے کہ وہ اپنی رفیقہ حیات کے قاتلوں کو جانتے ہیں۔ صدر زرداری لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی معصوم بیٹیوں، اکبر بگٹی

کے قاتلوں کے علاوہ فاٹا میں بے گناہ قاتلوں کو بھی یقیناً جانتے ہوں گے، انھیں چاہیے کہ ان کو بھی بے نقاب کریں۔سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور استحکام پاکستان لازم وملزوم ہیں۔۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے فیصلے کے پیچھے دس ہزار شہداء ختم نبوت کا خون بے گناہی پنہاں ہے۔انھوں نے کہا ۱۹۵۳ء میں ہزاروں مجاہدین ختم نبوت اور احرار رضا کاروں نے خون پیش کر کے اس ملک کو مرزائی ریاست بننے سے بچا لیا۔اب جو قوتیں دستوری فیصلوں کو ختم کرانا چاہتی ہیں وہ کان کھول کر سن لیں کہ ختم نبوت کے تحفظ کے قوانین کو ختم کرنے والے نہ خود رہیں گے اور نہ ان کی حکومتیں باقی رہیں گی۔اس مقصد کے لیے ہم ہر وہ قربانی دیں گے جو یہ مشن ہم سے تقاضا کرتا ہے۔مولانا فضل رحیم نے کہا کہ ختم نبوت کا کام کرنے والے کو روز محشر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی اور یہ کام کرنے والے دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ کا مورچہ ہمیشہ سے قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔عقیدہ ختم نبوت کی جنگ قادیانیوں کے خلاف بھی ہے اور پاکستان کے دفاع کی جنگ بھی ہے۔انھوں نے کہا کوئی یہ نہ سمجھے قادیانی جو کچھ کر رہے ہیں یا جو کچھ ان سے کروایا جا رہا ہے ہم اس سے بے خبر ہیں۔ہم قادیانیوں کے پشت پناہ حلقوں اور حکومت سے کہتے ہیں کہ وہ دین دشمنی اور قادیانیت نوازی ترک کر دے۔اندرون خانہ اس حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے، ساری صورتحال پر ہماری نظر ہے۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ختم نبوت کا دفاع سب سے پہلے خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اور بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے مقدس خون سے اس عقیدے کی جنگ لڑی، صحابہ کا دفاع دراصل ختم نبوت کا تحفظ ہے۔متحدہ تحریک ختم نبوت وقت کی ضرورت ہے اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اہل سنت والجماعت کے ہزاروں کارکن تحریک ختم نبوت کی قیادت کے ہر حکم کے پابند ہیں۔فتنہ انکار ختم نبوت اور فتنہ انکار صحابہ نے اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔لیاقت بلوچ نے کہا کہ عالمی استعماری قوتوں کی کوشش یہی ہے۔پاکستان کی اصل بنیادی حیثیت کو مشکوک بنا دیا جائے اور اس کام کے لیے حکمران عالمی استعمار کے ایجنٹ بن کر یہ کام کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عوام اور فوج کے درمیان اعتماد کا رشتہ توڑ دیا گیا ہے اور اس سارے کام میں اہم کردار قادیانی ادا کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ جماعت اسلامی تحریک ختم نبوت کے کاز کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتی رہے گی۔قاری محمد زوار بہادر نے کہا کہ ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فتنہ ارتداد مرزائیہ کے خاتمے تک اس مشن کو جاری رکھیں گے جو سیاسی قوتیں قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہیں۔وہ اسلام اور ملک دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے کہا کہ متحدہ تحریک ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے قوم پر احسان کیا ہے۔انھوں نے کہا کہ قادیانی آئین سے انحراف کر رہے ہیں۔اس لیے ان کو قانون کے مطابق کسی قسم کے حقوق نہیں ملنے چاہئیں۔انھوں نے کہا کہ پرویز مشرف کے دور میں قادیانیوں کو اہم اداروں پر مسلط کیا گیا اور کلیدی عہدے قادیانیوں کے سپرد کئے گئے جس کی وجہ سے ملک بحران کا شکار رہوا۔پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی نے کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ قادیانیوں

کو اقلیت قرار دیا جائے لیکن اس کے بعد اس پر عمل درآمد کی صورتحال نہایت کمزور ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مکاتب فکر ایک اکائی بن کر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنا موثر کردار ادا کریں۔ اعجاز احمد چودھری نے کہا کہ قادیانی فتنہ بیرونی طاقتوں کے بل بوتے پر پاکستان کو کمزور کرنے پر لگا ہوا ہے۔ قادیانی فتنے کو پرویز مشرف نے تقویت دی موجودہ حکومت ان کی سرپرستی کر رہی ہے انھوں نے کہا کہ تحریک انصاف قادیانی ریشہ دوانیوں کے حوالے سے تحریک ختم نبوت کے ساتھ ہے یہ ہمارا عقیدہ بھی ہے اور ہماری پالیسی بھی۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی سلامتی کے لیے قادیانی فتنے سے نجات ضروری ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چند ہفتے پہلے مبینہ طور پر وفاقی مشیر داخلہ اور وفاقی وزیر اطلاعات نے صدر زرداری کو مشورہ دیا کہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے قوانین کو ختم کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں قرارداد لانی چاہیے جبکہ مسٹر زرداری نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ انھوں نے کہ ایم کیو ایم اور بعض مقتدر سیاسی حلقے قادیانیوں کے حوالے سے آئینی اور عدالتی فیصلوں کو سبوتاژ کرنے کے لیے خطرناک حد تک سازشوں میں مصروف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ماسماعد حالات کے باوجود عقیدہ ختم نبوت سے غداری کرنے والے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو قوم ہرگز معاف نہیں کرے گی۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ اسرائیل میں قادیانی مشن یہودیوں کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے اور چھ سو قادیانی اسرائیلی فوج میں خدمات سرانجام سے رہے ہیں۔ انھوں نے کہ قادیانی کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک سیاسی گروہ ہے جو بین الاقوامی سطح پر اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کا آلہ کار بن کر مکروہ کردار ادا کر رہا ہے۔ محمد متین خالد نے کہا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے فیصلے اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا قادیانی ملک میں ارتداد پھیلا رہے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سد باب نہ کر کے آئین اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں سے انحراف کر رہے ہیں۔ اس صورتحال سے ملک گیر سطح پر اشتعال بڑھ رہا ہے۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ قادیانی جماعت دہشت گردی پھیلا رہی ہے۔ خدام الاحمدیہ اور قادیانی جماعت اور اس کی ذیلی تنظیموں پر پابندی لگائی جائے۔ روزنامہ الفضل سمیت تمام قادیانی اخبارات و جرائد کے ڈکلریشن منسوخ کیے جائیں۔

تحریک ختم نبوت علماء کنونشن میں منظور کی جانے والی قراردیں

☆ ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے زیر اہتمام کل جماعتی تحریک ختم نبوت علماء کنونشن منعقدہ ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۸ء ہمدرد ہال لاہور، وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کو درپیش موجودہ سنگین بحران پر شدید اضطراب اور بے چینی کا اظہار کرتا ہے، جس نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص، قومی وحدت، ملکی سالمیت اور بین الاقوامی سرحدات کے تقدس کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے اور وطن عزیز کا ہر شہری اور دنیا بھر میں پاکستان کا ہر ہمدرد اور بہی خواہ پریشانی کا شکار ہے۔

☆ ''علماء کنونشن'' اس موقع پر حکمران طبقہ، ملک کے دینی و سیاسی طبقوں اور ملک بھر کے عوام کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا

ہے کہ موجودہ حالات میں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اجتماعی طور پر توبہ واستغفار کا اہتمام کریں، اللہ تعالیٰ اور ان کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کا باعث بننے والی سرگرمیوں کو ترک کرتے ہوئے قرآن پاک اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو ڈھالنے کا عہد کریں اور قیام پاکستان کی نظریاتی اساس کے ساتھ اپنی وابستگی اور کمٹمنٹ کا ازسرنو اعلان کریں۔

☆ ملک کے دفاع، قومی وحدت کے تحفظ اور ملکی سالمیت کے بچاؤ کے لیے پوری قوم مکمل اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کرے اور تمام دینی اور سیاسی حلقے بھارتی دھمکیوں اور پاکستان کی سالمیت اور سرحدات کے تقدس کے خلاف ہونے والی بین الاقوامی کارروائیوں کے مقابلے میں متحد ہوجائیں۔

☆ وطن عزیز کی سالمیت، وحدت اور اس کے اسلامی تشخص کے خلاف کام کرنے والے حلقوں اور لابیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے بالخصوص قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں اور عالمی سطح پر ان کی سرگرمیوں کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے۔ "علماء کنونشن" اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ قادیانی گروہ نہ صرف تحفظ ختم نبوت کے بارے میں پاکستان کے دستوری اور قانونی اقدامات کو سبوتاژ کرنے کے لیے مسلسل سرگرم عمل ہے بلکہ حسب سابق پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کا حصہ ہے اور اس کے لیے کام کررہا ہے۔

☆ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے دستوری اقدامات اور عدالت عظمیٰ کے قانونی فیصلوں پر موثر عمل درآمد کا اہتمام کیا جائے اور بعض اخباری رپورٹوں کے ذریعے منظر عام پر آنے والی ان خبروں کے تناظر میں حکومت پاکستان اپنی پوزیشن کی وضاحت کرے کہ حکومت کی طرف سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے دستوری اور قانونی اقدامات کو غیر موثر بنانے کے لیے قانون سازی اور ترامیم کا کوئی نیا مسودہ پارلیمنٹ میں لانے کی تیاری تو نہیں کی جارہی، یہ اجتماع اس حوالے سے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ ایسی کوئی بھی کوشش نہ صرف ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے تاریخی فیصلے سے انحراف ہوگی بلکہ پاکستان کے غیرت مند مسلمانوں کے لیے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہوگی اور ایسی کسی بھی مذموم کوشش کو شدید عوامی مزاحمت کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قبائلی علاقوں اور سوات میں فوجی آپریشن فوری طور پر بند کیا جائے اور اس خطہ کے عوام کے مطالبہ اور ان کے ساتھ کئے جانے والے مسلسل وعدوں کے مطابق نہ صرف ان علاقوں میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کیا جائے بلکہ پورے ملک میں دستور کے وعدہ کی تکمیل کرتے ہوئے اسلامی نظام کا مکمل اور عملی نفاذ عمل میں لایا جائے۔

☆ یہ اجتماع ملک میں بجلی کی مسلسل لوڈشیڈنگ پر شدید احتجاج کرتا اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو جلد از جلد لوڈشیڈنگ کے اس عذاب سے نجات دلائی جائے۔

☆ یہ اجتماع مہنگائی میں مسلسل اضافہ پر شدید اضطراب کا اظہار کرتا ہے جس کے نتیجے میں عام آدمی کی زندگی اجیرن

ہوکر رہ گئی ہے اور غریب خاندانوں میں خودکشیوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، ملک کے عوام کو ان کی قوت خرید کے اندر ضروریات زندگی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت کو اس کے لیے ہنگامی بنیادوں پر ضروری اقدامات کرتے ہوئے عوام کو مہنگائی کے عذاب سے نجات دلائے۔

☆ یہ اجتماع دہشت گردی کے حوالے سے پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے پوری قوم کی آواز قرار دیتا ہے اور حکومت سے اس پر فوری اور مکمل عمل درآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆ کنونشن میں متفقہ طور پر مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے، چناب نگر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں، سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے، لال مسجد اور جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہا میں معصوم بچیوں کے قاتلوں پر مقدمہ چلایا جائے قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور قادیانی جماعت کے اخبارات ورسائل اور اشتعال انگیز لٹریچر کو ضبط کیا جائے۔

سیدنا عمرؓ کے اسلام لاتے ہی کفار کی صفوں میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا: تحریک طلباء اسلام ملتان

ملتان (۳۰ ردسمبر) خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ آج مسلمان دنیا میں اسی لیے زوال پذیر ہیں کہ انھوں نے اپنے اکابر صحابہ کی سیرت و کردار کو بھلا دیا ہے، اور یہود و نصاریٰ نے ہمارے اکابر صحابۂ کرام کی زندگیوں سے استفادہ کیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار تحریک طلباء اسلام ملتان کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم میں ہونے والے سیمینار سے مقررین نے کیا۔ تحریک کے امیر، علی مردان قریشی نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور مدبرانہ سیاست کے بل بوتے پر پورے عالم میں فتوحات حاصل کیں اور آدھی سے زیادہ دنیا پر اسلامی خلافت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ انھوں نے کہا کہ یورپ کی یونیورسٹیز میں ہمارے مسلمان خلفاء کی تاریخ پر ریسرچ کی جارہی ہے اور وہ لوگ ان کو فالو کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ وہ امریکہ کی غلامی سے نکل کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم کی غلامی میں آجائیں اور ان کی سیرت و کردار کو اپنائیں۔ سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں کہ جنھیں نبی کریم علیہ السلام نے خود خدا سے مانگ کر لیا اور بالخصوص اسلام کی سربلندی اور عزت کے لیے ان کے حق میں دعا کی۔ انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لاتے ہی کفار کی صفوں میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا اور مسلمان کافی حد تک مضبوط ہوگئے۔ سیمینار سے محمد اسماعیل، محمد عبداللہ، محمد زبیر، عتیق الرحمٰن، محمد فرحان الحق و دیگر نے خطاب کیا۔

☆☆☆

لاہور (۳۱ ردسمبر) تحریک طلباء اسلام لاہور کے زیر اہتمام یکم محرم الحرام کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک تقریب محمد سلیمان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر روشنی

ڈالتے ہوئے کہا کہ دین اسلام کے پھیلانے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کردار مثالی ہے۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے اپنی جان کو بھی قربان کر دیا۔تقریب سے محمد صدیق، محمد اکرام، محمد عبداللہ نے بھی خطاب کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲رجنوری) مجلسِ احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں منعقدہ سالانہ مجلسِ ذکرِ حسین (رضی اللہ عنہ) سے خطاب کرتے ہوئے مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود نے کہا ہے کہ واقعہ کربلا کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہودیت ونصرانیت اور مجوسیت کے ساتھ ساتھ فتنۂ سبائیت کو سمجھنا ضروری ہے انہی فتنوں نے اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی روشنی میں تمام کے تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہدایت یافتہ اور ستاروں کی مانند ہیں انھوں نے کہا کہ امت انفرادی یا اجتماعی طور پر جس صحابی کی بھی سچی پیروی کرے گی وہ جنت میں لے جائے گی۔انھوں نے کہا کہ اہلِ بیت اور صحابہ کرام کو الگ الگ کر کے بتانے والے امت میں انتشار وافراق پیدا کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے سیدنا حضرت عمر ابنِ خطاب (رضی اللہ عنہ) دہشت گردی کا شکار ہوئے پھر سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ۔انھوں نے کہا کہ سیدنا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اور سیدنا حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے قاتلین کا حسب ونسب بھی اولین صحابہ کرام کے قاتلوں سے ہی ملتا ہے۔انھوں نے کہا کہ پیشہ ور واعظین نے واقعہ کربلا کو سراسر غلط اور خلافِ واقعہ رنگ دے کر شعوری یا لاشعوری طور پر فتنۂ سبائیت کو تقویت پہنچائی۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تاریخ کو ایک آنکھ سے دیکھنے کی بجائے حقیقتوں سے آشنا ہونے کے لیے تلخ حقیقتوں کے مطالعے کے بھی عادی بن جائیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی......ایٹمی راز امریکہ کو پہنچانے والا غدار

لاہور (۶رجنوری) متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے کنونیر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کو بطور مسلمان سائنسدان متعارف کروانا، لکھنا یا شائع کرنا قرآن وسنت سے انحراف، عقیدۂ ختمِ نبوت سے غداری اور آئینِ پاکستان کے منافی ہے۔ایک بیان میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ترجمان فرحت اللہ بابر نے ایک انگریزی اخبار میں ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں، جبکہ ایک قومی اخبار کے ایک ذمہ دار طاہر نجمی (کراچی) نے اپنے اخبار کے دس سال مکمل ہونے پر ڈاکٹر عبدالسلام کو ''مسلمان'' سائنسدان کے طور پر متعارف کرایا ہے جس پر اسلامیانِ پاکستان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک سکہ بند اور متعصب قادیانی تھے جن کو یہود ہنود کے ایماء پر نوبل انعام دلوایا گیا اور پھر یہودی پریس کے ذریعے پوری دنیا میں تشہیر کی گئی خود ڈاکٹر عبدالسلام نے اس نوبل انعام کو اپنے ''نبی'' مرزا غلام احمد قادیانی کا معجزہ قرار دیا اور کہا کہ ''میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں اور پھر قادیانی۔'' خالد چیمہ نے کہا کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بھی کہا تھا کہ ''دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک

عرصہ سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا''۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی راز بھی قادیانیوں نے ہی امریکہ کو فراہم کیے تھے اور کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ کا ماڈل بھی ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکہ کو دیا تھا جس کا تذکرہ سابق بیوروکریٹ اور ممتاز صحافی زاہد ملک نے اپنی کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اور اسلامی بم'' میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان کے حوالے سے کیا ہے۔ خالد چیمہ نے کہا کہ پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں بیٹھے ہوئے لادین عناصر اور قادیانی نواز لابیاں اسلام کے مسلمہ عقائد اور آئین پاکستان میں طے شدہ مسائل کو چھیڑ کر ان کو متنازعہ بنانے پر لگے ہوئے ہیں چنانچہ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ قادیانی سازشوں کا ادراک کریں اور اسلام کے مسلمات، پاکستان اور آئینِ پاکستان کے خلاف ہونے والی شر انگیز مہم کا حصہ بننے کی بجائے اِس کی حوصلہ شکنی کریں۔

سیدنا حسینؓ امن کے داعی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے علمبردار تھے

سانحۂ کربلا یہودانِ خیبر اور منافقینِ عجم کی دہشت گردی کا نتیجہ تھا

(دارِ بنی ہاشم ملتان میں ۳۵ویں سالانہ ''مجلس ذکر حسین'' سے مقررین کا خطاب)

ملتان (۸؍جنوری) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا حسینؓ امن کے داعی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے علمبردار تھے۔ وہ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمن سازش کا شکار ہوئے۔ انھوں نے شہادت قبول کر لی مگر اُمت کو غیرت وحمیت کا لاثانی درس دے گئے۔ سیدنا حسینؓ کا اجتہاد حق تھا۔ انھوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی بلکہ وہ حکومت کی اصلاح کر کے مثالی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔

ان خیالات کا اظہار انھوں نے مجلس محبانِ اہل بیت وآل واصحاب رسول کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقدہ ۳۵ویں سالانہ ''مجلس ذکر حسین'' سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں اور یزید تاریخ کا۔ ہمارا مسلک امت کے اجماعی مؤقف اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہر اعتبار سے حق پر تھے اور امتِ مسلمہ حق کے ساتھ ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلی دہشت گردی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہود ونصاریٰ نے کی۔ سانحۂ کربلا بھی یہودانِ خیبر اور منافقینِ عجم کی دہشت گردی کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ آج بھی یہود ونصاریٰ اسی دہشت گردی کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ امامت ونبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر مکمل ہو چکی ہے۔ اب کسی نئے امام اور نبی کا تصور انکارِ ختم نبوت کے مترادف ہے۔ یہود ونصاریٰ اور مجوسی براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے عقیدۂ ختم نبوت پر حملہ آور ہوئے اور امتِ مسلمہ کے عقائد تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے انتشار وافتراق میں مبتلا کیا۔ شہادتِ سیدنا حسین سے اس سازش کو سمجھنے کا درس ملتا ہے۔

چیچہ وطنی (۱۰رجنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مطالبہ کیا ہے کہ سلامتی کونسل کا اہم اور حساس منصب کسی قادیانی کے ہرگز سپُرد نہ کیا جائے ایک بیان میں انھوں نے کہا ہے کہ اگر کسی قادیانی کو سلامتی کونسل کا مشیر بنایا گیا تو یہ ملکی سلامتی کے حوالے سے بھی خطرناک ہوگا اور اس پر کئی سوالات جنم لیں گے اور قوم میں تشویش بڑھے گی۔ انھوں نے کہا کہ اس اہم عہدے پر کسی صحیح العقیدہ اور محبِّ وطن شخصیت کو لایا جائے اور ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے بیرونی مداخلت کا دروازہ بند ہو انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور خصوصاً صدر زرداری کو یاد رکھنا چاہیے کہ بھٹو مرحوم نے شعوری طور پر لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا اور بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں اپنے آخری ایام اسیری کے دوران ڈیوٹی افیسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ'' قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے'' اب حکمران رجیم کا فرض بنتا ہے کہ وہ چیک رکھے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہو رہا؟ خالد چیمہ نے کہا کہ ملک کی سیاسی قیادت کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ موجودہ بحران کے حوالے سے قادیانی سازشوں پر گہری نظر رکھے۔

رچرڈ باؤچر اور جوزف بائیڈن کو قومی اعزازات سے نوازنے والے پاکستانی حکمران فلسطینیوں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں

فلسطینی آج بھی کسی صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہیں (تحریک طلباء اسلام ملتان)

ملتان (۱۱رجنوری) تحریک طلباء اسلام ملتان کے امیر علی مردان قریشی، سیکرٹری جنرل اخلاق احمد، سیکرٹری نشریات سید عطاء المنان بخاری، طیب علی تگہ، محمد نعمان سنجرانی، محمد الیاس، فرحان الحق حقانی، سرمد صالح ہاشمی اور محمد سراقہ نے فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے ایک ہنگامی اجلاس میں کہا ہے کہ اسرائیل کی فلسطین پر وحشیانہ بمباری اور اس پر امریکہ و برطانیہ کی خاموش مجرمانہ اعانت امت مسلمہ کے لیے ایک واضح انتباہی پیغام ہے۔ رچرڈ باؤچر اور جوزف بائیڈن کو قومی اعزازات سے نوازنے والے پاکستانی حکمران فلسطینیوں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں۔ فلسطینی آج بھی کسی صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہیں جب کہ مسلم حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انھوں نے اپنے وسائل کو صرف امریکی جنگ لڑنے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار اور جانوروں کی ہلاکت پر بلبلانے والے مغرب کو فلسطین میں معصوم بچوں، عورتوں اور بزرگ شہریوں کی سربریدہ لاشیں کیوں نظر نہیں آتیں اور ممبئی حملوں پر شور مچانے والی دنیا اپنی روایتی بے حسی و بے غیرتی کا لبادہ اوڑھے یہود نواز مصلحت کا شکار ہے۔ انھوں نے کہا کہ ''عرب لیگ'' ''او آئی سی'' اور مسلم ممالک اپنے وجود کا احساس دلاتے ہوئے اسلامی دنیا میں صہیونی سفاکیت اور دہشت گردی کے خلاف مؤثر اور منظّم احتجاج کی رہنمائی کریں۔

اسرائیل کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے۔ مجلس احرار اسلام ملتان

ملتان (۱۲رجنوری) مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر صوفی نذیر احمد، ناظم محمد ثقلین، ناظم نشریات شیخ حسین اختر لدھیانوی نے مشترکہ بیان میں نہتے فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم سفید فاسفورس بمباری کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا

کہ اسرائیلی اقدامات نے ثابت کر دیا ہے کہ سکیورٹی کونسل نہیں مانتا۔ اسرائیل کے نہتے فلسطینیوں پر سفید فاسفورس بم برسا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ امریکہ اس کا پشتیبان ہے۔ امریکہ جمہوریت کا پرچم لہرانے والا اور انسانی حقوق کی پاسداری و پاسبانی کرنے والا ان سارے انسانیت سوز مظالم سے آنکھیں بند کیے کھلم کھلا اسرائیل کی حمایت کر رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حکومت قبائلی علاقوں سے فوج فوراً بلائے۔ عالمی برادری اور اقوام متحدہ نے اسرائیلی مظالم اور جارحیت کا نوٹس نہ لیا تو پوری دنیا کا امن تہہ و بالا ہو جائے گا۔ اسرائیل کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے۔

واقعہ کربلا یہودی اور سبائی سازش کا نتیجہ تھا (محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی)

جلال پور پیروالا (۱۳؍ جنوری، رپورٹ: محمد طلحہ، محمد طٰہٰ معاویہ) مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے ناظم اطلاعات محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے کہا ہے کہ صحابہ کرام نبوت کے گواہ ہیں اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ایمان پر شاہد و عادل ہیں۔ صحابہ کرام آپس میں رحم دل اور کفر و شرک کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی برہان تھے۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ دونوں عرب کے بہادر اور جانباز قبیلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں سے اسلام کی ترقی و استحکام کا کام لیا۔ وہ معرکۂ بدر و اُحد ہو، غزوۂ حنین و تبوک ہو، احزاب و خندق کا جہاد ہو کہ فتح قسطنطنیہ کا اعلان ہو، ہر مقام پر بنو ہاشم و بنو امیہ کے جانباز سپاہی اصحابِ رسول رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر جاں نثار کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ خیبر کی شکست اور جزائر عرب سے یہودیوں کا انخلاء ایسا کاری زخم ہے جس کا انتقام یہودیوں نے آلِ رسول سے لیا اور بنو امیہ کو آپس میں لڑا کر میدانِ کربلا میں نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول کو شہید کر دیا۔ یہودی چودہ سو برس سے مسلمانوں سے اپنی شکستوں کا بدلہ لے رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بلاشبہ شہید حق و غیرت ہیں۔ سیدنا حسین صحابیٔ رسول اور سبطِ رسول ہیں۔ ان کی فضیلت مسلمہ ہے۔ وہ اسی طرح مجتہد تھے، جس طرح ہر صحابی مجتہد مطلق ہوتا ہے اور مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ آپ نے جو تین شرطیں میدانِ کربلا میں پیش کیں وہ حادثۂ کربلا کے پس منظر میں چھپی ہوئی گہری سازش تک پہنچنے کے لیے کافی ہیں۔ یہی تین شرائط اصل دشمن کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ہمارے لیے اسوۂ حسینی پر عمل اس طرح واجب ہے جس طرح تمام دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سنہری اور تابناک کردار کو اپنانا ضروری ہے۔ انھوں نے کہا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد امت کے لیے قولِ فیصل ہے کہ میرے صحابہ معیارِ حق ہیں۔ صحابہ کرام گلشنِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے ہوئے پھول ہیں اور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابندہ ستارے ہیں۔

☆☆☆

لاہور (۱۴؍ جنوری) تحریک طلباء اسلام لاہور کے زیر اہتمام آج بعد نماز عصر کرم آباد سٹاپ پر اسرائیل کی معصوم بچوں پر وحشیانہ بمباری کے خلاف تحریک طلباء اسلام کے سیکرٹری جنرل محمد سلیمان کی قیادت میں مظاہرہ ہوا جس میں شرکاء نے مختلف بینرز اٹھائے ہوئے تھے۔ جن پر درج ذیل نعرے درج تھے۔ ☆ اسرائیل مردہ باد ☆ دنیا کے منصفو! فلسطین کے قتل پر خاموش کیوں ☆ امریکہ اور اسرائیل کا ایک علاج الجہاد الجہاد۔ محمد سلیمان نے کہا کہ پوری امتِ مسلمہ کو جہاد کے لیے کھڑا ہو جانا چاہیے

کیوں کہ اس وقت تمام کفریہ طاقتیں اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ محمد عبداللہ، محمد نعیم، محمد طارق نے بھی خطاب کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۶؍جنوری) فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم، پاکستانی حکومت کی امریکہ نواز پالیسیوں اور صدر آصف علی زرداری کی طرف سے امریکی نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر کو ''ہلال قائداعظم'' دینے کے خلاف تحریکِ طلباء اسلام کے کارکنوں نے سید میر رمیز احمد، حافظ محمد معاویہ راشد، ملک محمد آصف، محمد قاسم چیمہ، محمد عمیر چیمہ اور دیگر کی قیادت میں چیچہ وطنی پریس کلب کے باہر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے بڑے بڑے بینرز اور پلے کارڈز اُٹھا رکھے تھے جن پر اسرائیلی درندگی، فلسطینیوں کے سفاکانہ قتلِ عام، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور قادیانیت کے خلاف نعرے درج تھے۔ شرکاءِ مظاہرہ یہودیوں کا ایک علاج، الجہاد الجہاد، فلسطینیوں سے رشتہ کیا- لا الٰہ اِلا اللہ قادیانی اسرائیلی گٹھ جوڑ مردہ باد، حکومت قادیانیت نوازی بند کرے، سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، کسی قادیانی کو مشیر قومی سلامتی نہ بنایا جائے جیسے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مجلسِ احرارِ اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود اور قاضی عبدالقدیر نے کہا کہ فلسطین پر حملہ کرنے والے دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد اور انسانیت کے ازلی دشمن ہیں اور امریکہ کے اشاروں پر دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا دنیا میں دہشت گردی کا موجب ہیں مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے حقیقی دشمن کو پہچان کر اپنی پالیسیاں مرتب کریں مقررین نے کہا کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو نظر بند رکھنا، چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری کو بحال نہ کرنا اور پاکستانیوں کو امریکی ڈالروں کے عوض فروخت کرنا قومی سلامتی اور خودمختاری کی نفی ہے۔ شرکاءِ نے مطالبہ کیا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی سمیت تمام لاپتہ افراد کو بازیاب کروایا جائے۔ تحریکِ طلباءِ اسلام کے رہنماؤں نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ فلسطین پر اسرائیلی مظالم بند کروانے کے لیے اقوامِ عالم اپنا کردار ادا کریں۔ مقررین نے اقوامِ متحدہ اور اس کے ماتحت اداروں کو امریکی غلام قرار دیتے ہوئے اُن پر شدید نکتہ چینی کی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۷؍جنوری) فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم اور پاکستانی حکمرانوں کی امریکہ نواز پالیسیوں کے خلاف تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے زیراہتمام زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرے میں دیگر طلباء تنظیموں اور متعدد تعلیمی اداروں اور مدارس کے طلباء نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی، احتجاجی مظاہرے کی قیادت ملک محمد آصف مجید، سید میر رمیز احمد، محمد عمران غنی، محمد قاسم چیمہ، محمد عمیر چیمہ، محمد عمیر قمر، محمد عمر فاروق، مرزا محمد سفیان بیگ، اسلامی جمعیت طلباء کے تحصیل صدر اظہر سلطان سید ضیاء الحق صدیقی، شاہد حمید اور دیگر کر رہے تھے۔ احتجاجی مظاہرہ جامع مسجد سے شروع ہوکر شہر والے پل سے کامرس کالج چوک شہداءِ ختم نبوت اور مین بازار سے ہوتا ہوا چیچہ وطنی پریس کلب بلڈنگ کے سامنے پہنچا تو بہت بڑے جلسہء عام کی شکل اختیار کر گیا۔ سید میر رمیز الدین احمد، ملک محمد آصف مجید، محمد عمیر چیمہ، اظہر

سلطان، محمد قاسم چیمہ، اور رانا محمد عمیر قمر نے احتجاجی اجتماع کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عرب کی مقدس سرزمین پر سراسر ناجائز قبضہ کرنے والا اسرائیل غاصب اور ظالم ہے جو آج نہتے فلسطینیوں کا خون بہا رہا ہے۔ مقررین نے الزام عائد کیا کہ پاکستان کے موجودہ حکمران ملکی سلامتی اور قومی وقار کے برعکس فیصلے کر کے نظریۂ اسلام اور نظریۂ پاکستان کی نفی کر رہے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ قادیانی اسرائیل کا ایجنٹ ہے اور پاکستان میں یہودی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔ قادیانی گروہ عقیدۂ ختم نبوت اور جہاد کا منکر ہے اس گروہ کو پرموٹ کرنے والے ملک وملت کے غدار ہیں۔ مقررین نے کہا کہ UNO جیسا ادارہ یہودیوں امریکہ اور مغرب کا غلام ادارہ بن کر رہ کر گیا ہے اور اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ مقررین نے کہا کہ پاکستانی حکومت امریکہ کی مکمل غلامی کر رہی ہے اور اپنے عوام کو بھی غلام ہی بنانا چاہتی ہے۔ مقررین نے کہا کہ پاکستانی حکومت کو چاہیے کہ تمام اسلامی قوتوں کو ساتھ ملا کر اسرائیلی حملے بند کرانے میں اپنا مئوثر کردار ادا کرے۔ تحریکِ انصاف سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر سید میر رمیز احمد نے مطالبہ کیا کہ برطانیہ میں پاکستان کے ہائی کمشنر کو فوری طور پر سبکدوش کیا جائے کیونکہ وہ لندن میں بیٹھ کر پاکستان کی بجائے اسرائیل کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ اسلامی جمعیت طلباء چیچہ وطنی کے صدر اظہر سلطان نے کہا کہ امریکہ امن اور انسانیت کا دشمن ہے۔ تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے صدر ملک محمد آصف نے کہا کہ امریکہ۔ اسرائیل اور انڈیا مل کر دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔ محمد عمیر چیمہ اور محمد قاسم چیمہ نے کہا کہ چھ سو سے زائد قادیانی اسرائیلی فوج میں ''خدمات'' انجام دے رہے ہیں۔ تل ابیب میں قادیانی مرکز بھی کام کر رہا ہے۔ مقررین نے کہا کہ یہودیت۔ نصرانیت۔ مجوسیت اور قادیانیت اسلام اور مسلمانوں کے لیے شدید خطرات پیدا کر رہے ہیں جلوس مکمل طور پر پرامن رہا شرکاءِ جلوس نے بڑے بڑے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر یہ نعرے درج تھے☆محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے۔ بڑی شان والے☆امریکہ کا جو یار ہے ---غدار ہے غدار ہے☆اسرائیل کا ایک علاج---الجہاد الجہاد☆فلسطینیوں سے رشتہ کیا---لا اللہ الہ☆اسرائیل قادیانی گٹھ جوڑ--- مردہ باد۔ جلوس دار العلوم ختمِ نبوت کے استاد قاری محمد سدید کی دعا پر پُرامن طور پر اختتام پذیر ہو گیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۸؍جنوری) عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد کے فرزند اور مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد نے کہا ہے کہ خانقاہوں کے متوسلین نے ہمیشہ اہل حق اور دینی تحریکوں کے لیے رجالِ کار مہیا کئے ہیں اور تحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانی فتنے کے دجل وفریب کے توڑ کے لیے ہم میڈیا اور تعلیم وتربیت جیسے محاذوں کو مستحکم کریں اور منکرینِ ختم نبوت سمیت تمام قدیم وجدید فتنوں کی سرکوبی کے لیے منظّم بنیادوں پر کام کریں۔ وہ دورۂ چیچہ وطنی کے موقع پر مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے دوران اظہارِ خیال کر رہے تھے۔ قبل ازیں انھوں نے خانقاہ حافظ عبدالرشید لبستی سراجیہ میں اکابر نقشبندیہ کے سلسلہ میں ایک فکری نشست سے بھی خطاب کیا۔ جبکہ صاحبزادہ رشید احمد نے خانقاہ حافظ احمد

دین دادڑہ بالا اور خانقاہ بستی حافظ حبیب اللہ (ہڑپہ) میں بھی مختلف روحانی پروگراموں میں شرکت کی۔

علماء کراچی کے وفد کی دارِ بنی ہاشم میں آمد

ملتان (۱۸رجنوری) مجلس احرار اسلام کراچی کے ناظم مولانا احتشام الحق احرار کی معیت میں علماء کراچی کے ایک وفد کی دارِ بنی ہاشم میں تشریف آوری ہوئی۔ وفد میں مفتی عطاء الرحمٰن محمود قریشی، حافظ محمد نعمان اور حافظ محمد اسامہ شامل تھے۔ مفتی عطاء الرحمٰن قریشی صاحب، حضرت مولانا محمد عمر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے خلف الرشید ہیں اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کے جلائے ہوئے چراغ کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد عمر قریشیؒ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ اُن کا سینہ حضرت امیر شریعت سے متعلق خوبصورت یادوں سے معمور تھا۔ وہ اپنی مجالس میں اکثر حضرت امیر شریعتؒ کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ سید ذوالکفل بخاری نے معزز ارکانِ وفد کا استقبال کیا اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

حکمرانوں نے اقتدار کے لیے ملکی سلامتی داؤ پر لگادی: عبداللطیف خالد چیمہ

بورے والا (۱۹رجنوری) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مرکزی کنوینیر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکمرانوں کو اقتدار زیادہ عزیز ہے، اسی لیے وہ اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے ملکی سلامتی کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے مجلس احرار بورے والا کے سیکرٹری اطلاعات محمد نوید طاہر کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کے بعد مقامی اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی جماعت نے اسرائیل سے رابطے اب کوئی پوشیدہ بات نہیں رہی۔ تل ابیب میں قادیانی مرکز قائم کیا جارہا ہے جبکہ چھ سو سے زائد قادیانی اسرائیلی فوج میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موجودہ حکومت قادیانیت اور فتنہ ارتداد کو تقویت پہنچا رہی ہے۔ حکومت کی قادیانیت نوازی اور عالمی سطح پر قادیانیت کے سدباب کے لیے متحدہ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک کے مختلف شہروں میں کنونشن منعقد کروائے جائیں گے۔

قادیانی، امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں

چناب نگر (نامہ نگار) چناب نگر میں قادیانی مذہب کی تبلیغ پر عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا گیا۔ قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے پر جوڈیشنل مجسٹریٹ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق مولوی عبدالحق ولد سلطان محمود نے وحید احمد ملک ولد نعیم احمد طاہر ساکن چناب نگر کے خلاف الزام لگایا کہ ہم اکٹھے دودھ کا کاروبار کرتے تھے۔ اس نے مجھے گھر بلا کر قادیانی مذہب کی تبلیغ کی، اپنے مذہب کی ''برکات'' بیان کیں اور کہا کہ تم بھی قادیانی ہوجاؤ اور اپنے مذہب کی کتابیں دیں۔ اس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے اس کو سخت سزا دی جائے۔ [روزنامہ ''دن'' لاہور، ۲۱رجنوری ۲۰۰۹ء]

قادیانی سربراہ مرزا مسرور نے اسرائیلی وزیر اعظم کو استقبالیہ دیا۔ (سید محمد کفیل بخاری)

چنیوٹ (۲۲رجنوری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد اور ڈپٹی سیکرٹری

جنرل سید محمد کفیل بخاری نے مشترکہ پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل دنیا کا دہشت گرد ملک ہے اور امریکہ اُس کا سرپرست ہے۔غزہ سے صہیونی فوجوں کی واپسی کے ساتھ اسرائیل تاوانِ جنگ ادا کرے۔انھوں نے کہا کہ امریکہ اسرائیل کی سرپرستی اور پشت پناہی بند کرے۔اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کا احترام کرے اور مظلوم فلسطینیوں کو آزادی اور تحفظ فراہم کرے۔انھوں نے کہا کہ چند ماہ قبل قادیانی سربراہ مرزا مسرور نے اسرائیلی وزیراعظم کو استقبالیہ دیا اور امت مسلمہ کے خلاف یہودی سازشوں کی تکمیل کے لیے اپنا تعاون پیش کیا۔قادیانی جماعت کا دفتر حیفا اور تل ابیب میں قائم ہے۔چھے سو پاکستانی قادیانی جاسوس برابر کے مجرم ہیں۔انھوں نے کہا کہ قادیانیوں نے آج تک اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ پاکستان خطرات میں گھرا ہوا ہے اور سول و فوجی اداروں میں اہم عہدوں پر فائز قادیانی ملک کی سلامتی کے خلاف گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔قادیانی، دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور اسرائیلی مفادات کے محافظ ہیں۔حکومتِ پاکستان، قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے۔انھوں نے کہا کہ حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں جماعت الدعوۃ اور دیگر محبِّ وطن فلاحی و دینی جماعتوں پر تو پابندی ہے لیکن یہود و نصاریٰ کے کھلے ایجنٹ قادیانیوں پر کوئی پابندی نہیں۔انھوں نے کہا کہ مجلس احراراسلام، قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔اس سلسلہ میں تمام دینی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' قائم ہو چکی ہے۔مارچ میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا آغاز کیا جارہا ہے۔یکم مارچ کو لاہور، ۲۶؍مارچ کو ملتان، ۲؍اپریل کو چیچہ وطنی اور ۱۱،۱۲؍ربیع الاوّل کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔

قادیانی، اسرائیل اور بھارت کے ایجنٹ ہیں (سید محمد کفیل بخاری)

چنیوٹ (۲۲؍جنوری) مجلس احراراسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ قادیانی یہود کے ایجنٹ ہیں۔وہ پاکستان کی سلامتی اور دفاع کو نقصان پہنچانے کی سازش کر رہے ہیں۔حکومتِ پاکستان قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر اس پر پابندی عائد کرے۔سید محمد کفیل بخاری مرکز احرار چنیوٹ میں علماء کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔انھوں نے کہا کہ بھارت جھوٹے الزامات لگا کر پاکستان کے خلاف عالمی رائے عامہ کو گمراہ کر رہا ہے۔بھارت جنگ کی دھمکیاں دے کر پاکستانی قوم کو خوفزدہ نہیں کرسکتا۔بھارت نے جنگ مسلط کی تو پوری قوم متحد ہو کر بھارتی بزدلوں کو منہ توڑ جواب دے گی۔انھوں نے کہا کہ نئے امریکی صدر، عراق کی طرح افغانستان سے بھی امریکی فوجیں واپس بلائیں۔قبائلی علاقوں میں بمباری بند کریں اور پاکستان کی خودمختاری کا احترام کریں۔انھوں نے کہا کہ اوباما، بش کے انجام سے سبق سیکھیں۔بش کی ظالمانہ اقدامات سے پوری دنیا میں امریکہ کے بارے میں نفرت کے جذبات پروان چڑھے اور بش پر جوتوں کی بارش ہوئی۔اوباما کی صدارتی حلف کی تقریب کے موقع پر بھی امریکی عوام نے وائٹ ہاؤس کے گیٹ پر جوتے برسا کر بش کی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں اور پاکستان حکمران بھی امریکی غلامی کے خول سے باہر نکلیں۔سید کفیل بخاری نے مدنی مسجد میں اجتماع عام سے بھی خطاب کیا اور مقام و منصبِ صحابہؓ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

صحابہ کرام ختم نبوت کے گواہ ہیں ۔ان سب کا احترام امت مسلمہ کے ایمان کا حصہ ہے۔صحابہ ساری امت کے محسن ہیں۔ انھوں ں نے بتایا کہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مارچ اور اپریل میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوں گی۔ استقبالیہ تقریب میں مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور علماء نے شرکت کی۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا ملک خلیل احمد، مولانا ثناء اللہ چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا مشتاق احمد، مولانا محمد طیب چنیوٹی، مولانا محمد اصغر عثانی اور صوفی محمد علی نے دینی جماعتوں کے فورم ”متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی“ کے قیام کا خیر مقدم کیا ہے اور تحریک ختم نبوت کو از سرِ نو منظّم کرنے کی کوششوں کو سراہا ہے۔

اسرائیل قادیانیوں کی امداد کر رہا ہے۔(پروفیسر خالد شبیر احمد)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت جرأت اور غیرت کی علامت ہے (سید محمد کفیل بخاری

چناب نگر (۲۳رجنوری) مجلس احرار اسلام کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا ہے کہ اس وقت پورا عالم اسلام دشمنانِ اسلام کے ظلم وستم کا نشانہ بنا ہوا ہے جس کے لیے یہودیوں کی اسرائیلی ریاست ذمہ دار ہے۔جس کے دست و بازو قادیانی بنے ہوئے ہیں اور جنھیں یہودیوں کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے اور ملت اسلامیہ کے خلاف دن رات قادیانی سازشیں ہورہی ہیں۔حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان سازشوں پر گہری نگاہ رکھیں۔اگر اس بات سے غفلت کی گئی تو اس کا ردّعمل انتہائی شدید ہوگا۔جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ وہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ”مجلس ذکر حسین“ سے خطاب کر رہے تھے۔

مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت، جرأت وشجاعت اور غیرت وحمیت کی عظیم علامت ہے۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے امت کو اتحاد واتفاق، قیامِ امن اور استحکامِ اسلام کا عظیم درس دیا۔امت مسلمہ کو آج جن چیلنجز کا سامنا ہے، ان کا مقابلہ کرنے کے لیے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اسوہ بہترین نمونہ ہے۔انھوں نے کہا کہ جس طرح یہود ونصاریٰ نے سازش کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو قتل کیا، آج بھی عالمی استعمار مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔انھوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا صبر، عزیمت واستقامت اور جرأت وشجاعت، یہود ونصاریٰ کے ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے بہترین ہتھیار ہیں۔

مجلس احرارِ اسلام ملتان کا اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

ملتان (۲۳رجنوری) مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام ملتان کے زیر اہتمام فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔جس کی قیادت قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی اور تحریک طلباء اسلام کے مرکزی رہنما سید عطاء المنان بخاری نے کی۔مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ فلسطین میں اسرائیل کی دہشت گردی امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے۔اسرائیلی افواج ہزاروں معصوم بچوں، بزرگ شہریوں اور عورتوں کی قاتل ہیں۔دہشت گردی کا راگ الاپنے والی

اقوام متحدہ کو چاہیے کہ اسرائیل پر جنگی جرائم کا مقدمہ درج کرے اور اسرائیل فلسطینیوں کو تاوانِ جنگ ادا کرے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی، یہودیوں سے مل کر قبلہ اوّل میں مظلوم مسلمانوں کے قتل عام میں برابر کے شریک ہیں اور تل ابیب میں اپنے ہیڈ کوارٹر کو مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کا قتل عام کا فتویٰ جاری کر کے اپنے آپ کو دہشت گرد ثابت کر دیا ہے۔

سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی نے کہا کہ امریکہ کی پشت پناہی کی بدولت اسرائیل فلسطین کو خاک وخون میں نہلا رہا ہے۔ نومنتخب امریکی صدر باراک اوبامہ کو چاہیے کہ وہ سابق امریکی صدر بش مسلم کش کی پالیسیوں کو تبدیل کرے اور دنیا میں امریکہ کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت کو کم کرنے کے لیے اسرائیل کی سرپرستی ختم کرے۔ انھوں نے کہا کہ حکومتی سطح پر اسرائیلی مظالم کے خلاف سخت احتجاج کیا جائے۔ سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ سرزمین مقدس پر اسرائیل کا غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ کھلی دہشت گردی ہے۔ عرب ممالک کی معنی خیز خاموشی مجرمانہ فعل کے مترادف ہے۔ عرب لیگ اور او آئی سی اقوام متحدہ کو اسرائیل کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کے لیے عملی قدم اٹھانے پر مجبور کریں۔

مظاہرین نے مختلف بینرز، پرچم احرار اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ جن پر درج ذیل نعرے درج تھے۔
☆اسرائیل فلطینیوں کو تاوانِ جنگ ادا کرے☆ایک سے بڑھ کر ایک ذلیل/ امریکہ بھارت اسرائیل☆فلسطینیوں کے قتل عام میں قادیانی بھی ملوث ہیں☆فلسطین کے شہداء کو سلام☆اسرائیل دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے☆

☆Down with Amrica, Down with Israel, Down with India

☆Amrica is the super sole terrorist

☆امریکہ، اسرائیل کی سرپرستی ختم کرے☆امریکہ، بھارت، اسرائیل گٹھ جوڑ مردہ باد☆اسرائیل فلسطینیوں کا قتل عام بند کرے☆ یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے☆اسرائیل فلسطین کا محاصرہ ختم کرے۔

اسرائیلی حکومت نے قادیانی جماعت کی پشت پناہی شروع کردی

لندن (نمائندہ خصوصی) اسرائیلی حکومت نے اسلام دشمنی میں قادیانی جماعت کی پشت پناہی شروع کر دی ہے۔ اسرائیلی صدر شمعون پیریز نے جماعت احمدیہ کو اسرائیل میں مکمل تحفظ وتعاون فراہم کرنے کی یقین دہانی کرادی ہے۔ قادیانی جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور احمد اور اسرائیلی صدر کے درمیان براہِ راست بات چیت وتعلقات کے بعد اسرائیل نے قادیانیوں و دنیا بھر میں مالی تعاون فراہم کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق اسرائیل کے شہر حیفہ میں بطور مسلمان جماعت سرگرمیاں شروع کر چکی ہے اور اپنی عبادت گاہیں بھی تعمیر کر رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق شمعون پیریز اور قادیانی جماعت کے اسرائیل میں موجود نمائندوں کے درمیان دو ماہ قبل بھی تفصیلی مذاکرات ہوئے تھے۔ یہ مذاکرات مرزا مسرور احمد کے شمعون پیریز سے رابطے کے بعد ہوئے۔

ذرائع کے مطابق مرزا مسرور احمد نے اسرائیل کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی حمایت کی ہے اور دنیا بھر میں موجود

قادیانیوں کی طرف سے اسرائیل کو حمایت کا یقین دلایا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ شمعون پیریز چند ہفتے قبل باقاعدہ جماعت احمدیہ کی تقریب میں شریک ہوئے۔ اس تقریب کی وڈیو کلپس قادیانیوں کو خصوصی طور پر فراہم کی گئی ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیل اور قادیانی قیادت کے درمیان ہونے والے رابطے کے بعد مرزا مسرور کی ہدایت پر حیفہ شہر میں باقاعدہ قادیانی مرکز قائم کر دیا گیا ہے جبکہ دنیا بھر میں قادیانیوں اور اسرائیل کے حامیوں کے درمیان رابطے کے لیے خصوصی نمائندے بھی مقرر کیے جا رہے ہیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ۶ ماہ قبل مرزا مسرور احمد اور شمعون پیریز کا بعض مغربی سفارت کاروں کے توسط سے رابطہ ہوا تھا۔ اس رابطے کو قادیانی قیادت نے کئی ماہ خفیہ رکھا تاہم گزشتہ دنوں شمعون پیریز کی خواہش پر رابطوں کی تفصیلات اور تعلقات سے متعلق معلومات دنیا بھر کے خاص خاص قادیانیوں کو فراہم کی گئیں۔ قادیانی ذرائع کا کہنا ہے کہ اسرائیل قادیانی قیادت کی سرپرستی کر کے اور انھیں مسلمانوں کی جماعت قرار دلوا کر دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس کی حامی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے دوران قادیانی قیادت نے اس حوالہ سے مکمل خاموشی اختیار کی جو شمعون پیریز اور مرزا مسرور کے درمیان طے پانے والے خفیہ معاہدے کے سبب ہے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ مرزا مسرور نے بیت المقدس پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو بھی درست تسلیم کر لیا ہے۔ تاہم جب تک قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل تحفظ و سرکاری طور پر مسلمان جماعت کا علانیہ درجہ نہیں ملتا۔ اس وقت تک مرزا مسرور بیت المقدس پر اسرائیلی قبضے کو جائز قرار دینے کے حوالے سے کوئی بیان دینے کو تیار نہیں ہیں۔

دریں اثناء ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن باوا اور عالمی مبلغ مولانا سہیل باوا نے ''امت'' سے خصوصی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں اور اسرائیل کے یہودیوں کے درمیان خفیہ رابطے کی اطلاعات کئی ماہ پہلے ملی تھیں مگر تصدیق نہیں ہو سکی تھی۔ اب اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ یہ عالم اسلام کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔ یہودی سرمائے اور سرپرستی میں قادیانی اسلام کے خلاف اب دنیا بھر میں منظّم سازشیں کر رہے ہیں۔ پوری امت مسلمہ بیدار رہے مگر بدقسمتی سے مسلمان حکمران سو رہے ہیں۔ [روزنامہ ''امت'' کراچی، ۲۲رجنوری ۲۰۰۹ء]

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- حاجی منور مرحوم: مجلس احرار اسلام بورے والا کے کارکن جناب غضنفر کے بڑے بھائی
- والدہ مرحومہ، محمد یوسف باوا۔ انتقال: ۲؍جنوری ۲۰۰۹ء
- حافظ عبدالحلیم مرحوم، جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ حضرت حافظ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے فرزند اور مفتی عبدالحکیم صاحب کے بڑے بھائی۔ انتقال: ۲؍جنوری ۲۰۰۹ء
- حسین احمد مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن اور مسجد طوبیٰ وہاڑی روڈ کے سابق خطیب مولوی اللہ دتہ صاحب کے فرزند
- محمد نواز مرحوم: شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی (گوجرانوالہ) شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کے تایا زاد، انتقال: ۲؍جنوری ۲۰۰۹ء
- جناب عبدالرشید صاحب مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے معاون حافظ عبدالعلیم صاحب کے والد ماجد، انتقال: ۲۱؍دسمبر ۲۰۰۸ء
- محمد سلیم مرحوم: مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون جناب حافظ محمد سعید کے بھائی
- محترم عبدالمجید صاحب (چیچہ وطنی) کے تایا برکت علی مرحوم (احمد پور شرقیہ) انتقال: ۲۸؍دسمبر ۲۰۰۸ء
- چیچہ وطنی میں جامعہ حنفیہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے مدیر اور ہمارے محترم ساتھی قاری محمد عبداللہ رحیمی کے والد گرامی حاجی فقیر اللہ رحمانی (چک نمبر ۲۶۱، ای بی، بورے والا) انتقال: یکم محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
- دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے سابق طالب علم حافظ محمد عبداللہ کے دادا اور غلام نبی زاہد کے والد گرامی علی محمد خان مرحوم انتقال: ۲۴؍جنوری ۲۰۰۹ء
- دفتر احرار چیچہ وطنی کے معاون شاہد حمید کے خالو کرامت علی مرحوم (ساہیوال) انتقال: ۲۴؍جنوری ۲۰۰۹ء
- مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے ناظم اطلاعات محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی کے عزیز الحاج عبدالرزاق سمیجہ مرحوم، انتقال: ۲۵؍دسمبر ۲۰۰۸ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

- بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل مدظلہا ● حضرت قاری ظہور رحیم عثمانی (لیاقت پور)
- محترم جناب شیخ راحیل احمد (جرمنی) ● ہمارے بزرگ اور فنافی الاحرار جناب بابا غلام فرید (کمالیہ)
- مجلس احرار اسلام حاصل پور کے کارکن ڈاکٹر محمد یونس ٹریفک حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ ان سب کے لیے دعاء صحت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ
سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر
دے کر جامعہ کے ساتھ

تعاون
فرمائیں

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان
میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ وناظرہ، ترجمۂ قرآن وتفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں
تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

تحریک ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

ختم نبوت کانفرنسیں اور اجتماعاتِ احرار

8 فروری	اتوار، یک روزہ ختم نبوت تربیتی کورس، جامع مسجد ربانی نزد مدینہ کالونی، لاہور کینٹ
15 فروری	اتوار، بعد نماز عشاء، تحفظ ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد، بستی حافظ آباد، بہاول نگر
یکم مارچ	اتوار، تحفظ ختم نبوت کانفرنس، بعد نماز مغرب، دفتر احرار، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور
8 مارچ	اتوار، بعد نماز عشاء، تحفظ ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد بلاک نمبر 1، سرگودھا
12,11	ربیع الاوّل، سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد احرار، چناب نگر
5 مارچ	جمعرات، بعد نماز عصر، ختم نبوت سیمینار، پریس کلب، ٹوبہ ٹیک سنگھ
6 مارچ	قبل از نماز جمعۃ المبارک اجتماعِ تحفظ ختم نبوت، جامعہ صدیقیہ، کمالیہ
22 مارچ	اتوار، بعد نمازِ عشاء، تحفظ ختم نبوت کانفرنس، توحیدیہ مسجد کالونی نمبر 3، خانیوال
26 مارچ	جمعرات، بعد نماز عشاء، ختم نبوت کانفرنس، دارِ بنی ہاشم، ملتان
2 اپریل	جمعرات، بعد نماز ظہر، بعد نماز عشاء، ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد چیچہ وطنی

نوٹ

جملہ ماتحت مجالس احرار اسلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ علاقائی سطح پر مارچ اور اپریل 2009ء میں ختم نبوت کانفرنسوں / اجتماعات اور سیمینارز کے انعقاد کا نظم بنائیں اور مقامی سطح پر تمام مکاتبِ فکر کی نمائندگی کو یقینی بنائیں۔ ضروری مشورے کے لیے مرکز سے رابطہ فرمائیں۔

رابطہ

0300-6939453
0300-6326621
042 -5865465
061 -4511961
040 -5482253
047 -6211523

منجانب: مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان، لاہور، ملتان

Designed by
0300-7345096